کنز الفوائد

از تصنیفات

سید احمد طالب علم مدرسۂ دستور تعلیم دہلی

جسکے لیے

دوسو روپیہ بطور انعام موجب اشتہار گورنمنٹ ممالک

مغربی و شمالی مورخہ ۲۰ اگست ۱۸۶۹ء نمبری ۱۹۷ (الف)

مرحمت ہوا

مطبع نظامی کانپور مین

طبع ہوئی

۱۸۶۹ء

طبع اول ۵۰۰ جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس مؤلف

جھگڑے سنتے ہو روز اور رونکے | آج میرا بھی التماس سنو

درماندہ ابد سید احمد نورمل اسکول دہلی کا طالب علم عربسراے کا رہنے والا جمیع طلباء مدارس
کی خدمت مین التماس کرتا ہی کہ اس نیازمند نے ابتداے شعور سے آج تک کہ بیس برس
کا سن ہی مختلف مدرسون مین تعلیم پائی اور اجال مین نورمل اسکول دہلی مین پڑھتا ہی خوب غور و
تامل سے دیکھا تو سرکار دولت مدار کا منشا اجراے مکاتب سے تین باتین پائی گئین اول تو یہ کہ عوام الناس
کو تہذیب اخلاق و حسن آداب کا طریق آجاے دوسری حصول علم و رسائی ذہن حاصل ہو تاکہ
اوسکے ذریعے سے جہل مرکب سے بچین تیسری معاش کیواسطے بھی ایک نوع کا وسیلہ ہوجاے
مگر ہم ایسے ناقدر اور بدقسمت ہین کہ مدرسے مین جاکر فکر معاش مین مصروف ہوجاتے ہین
اور علم کی محنت کشی سے نفرت کرتے ہین جو کتابین پڑھائی جاتی ہین اونھین طوعاً و کرہاً طوطے
کیطرح یاد کرلیتے ہین مگر اونکے سمجھنے اور فوائد سے کچھ تعلق نہین رکھتے اور یہ نہین سمجھتے مصرع کہ
نکتہ دان نشود کرم اگر کتاب خورد بھائیصاحب ذرا انصاف سے کہو شعر

اگر ہوتا زمانے مین حصول علم بے محنت — تو بس ساری کتابین یکجا اہل ہو کے پی جاتا

پھر تمھین کون پوچھتا کہ کس باغ کی مولی ہو بلکہ تم تو گنتی گنوانیکے واسطے پڑھتے ہو کہ ہمنے آج تک اتنی کتابین پڑھین یا حفظ کی ہین کہ دوسرے کی مجال نہین اور اگر کوئی اوس علم کا سوال کرے تو شاید اتنا جواب دو کہ ہماری وس کتاب مین یہ نہین لکھا ہی افسوس ہم اتنا نہین سمجھتے کہ ورق گردانی سے کام نہین چلتا غور کرنے سے مطلب نکلتا ہی شعر

عالم وہ کیا عمل نہو جسکا کتاب پر — بیفائدہ ورق یہ ہین غافل او لٹ گیا

حضرت آدمیت بہت مشکل سے آتی ہی کوئی کام بے مشقت حاصل نہین ہوتا شعر

بسکہ دشوار ہی ہر کام کا آسان ہونا — آدمی کو بھی میسر نہین انسان ہونا

جب ہماری سرکار نے دیکھا کہ انکو زحمت کی برداشت کم ہی تو اس مضمون کا اشتہار دیا کہ ایسی کتابین تصنیف یا تالیف کیجاوین کہ جو طلبا کے حق مین نہایت مفید ہون اور مصنف ایسی سلیس عبارت مین لکھے کہ کسیطرح اونکو ناگوار نگذرے بلکہ اون تاریخون کی حکایتین جو مدرسے مین رائج ہین اسطرح پر درج کتاب ہون کہ اوپر کی جماعتون مین باآسانی مدد دین اور ایسا دلچسپ مضمون ہو کہ خود بخود طالب علم کا جی لگے مصنف اور مولف کیواسطے معقول انعام بھی تجویز کیا یقین ہی کہ اکثر کتابین بن گئی ہونگی یہ اشتہار فیض آثار دیکھکر اس ہیچ مدان کو بھی خواہ لالچ سے خواہ اور کسی باعث سے یہان تک کتاب لکھنے کا شوق پیدا ہوا کہ آٹھ کوس روز آنے جانے کی رٹ سے فرصت نپائی تو اثنا ے راہ مین ہی مضمون سوچا اور گھر پر تاریخون سے مطابق کرنا شروع کیا حتی کہ نظر ثانی بھی نہین کی اور چند روز مین کتاب بھیجنے کی تجویز کرلی اور یہ بھی نجانا کہ نقارخانے مین طوطی کی آواز کو کون سنتا ہی کم بخت تو رونا شناس خلق تجھے کون پوچھتا ہی پھر جو یہ کتاب کہتا ہی تو کیا سمجھا ہی مصرع گداے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش جہان سیکڑون عالم فخر ہندوستان موجود ہون وہان کتاب بھیجنی چھوٹا منہ بڑی بات ہی مگر بمقتضاے طبیعت

شعر دل کو چاہا جسطرح سمجھالیا + بیکسون کی بات کیا گفتار کیا + لکھنا ہی پڑا شعر

واقعی بات کی مشکل ہی سمائی دل مین	لب پہ آئی وہین جسوقت کہ آئی دل مین

اور اوسپر طرہ یہ ہی کہ خاص اہل دہلی کی زبان مین مطلب بیان کیا ہی جنکے ہر ایک ملک مین ہزارون دشمن موجود ہین اور ابھی اونپر ایک ایسا وقت پڑ چکا ہی کہ اوسکے اعادے سے پانون تلے کی زمین سر کی جاتی ہی کہ وہ بیچارے فلک کے مارے یہان تک تباہ وبرباد ہوئے کہ اونکے دانت کُریدنے کو تنکا نہ بچا ایک مدت تک دربدر خاک بسر پھرتے رہے کسینے ذرا پناہ نہ دی جو لوگ دہلی کی خاک سے موتی رولتے تھے اونھون سنے یہ کج ادائیان کین کہ جسکے پاس جاتے صاف جواب پاتے قطعہ

کون ہی جو نہین ہی حاجت مند	کسکی حاجت روا کرے کوئی
جب توقع ہی اوٹھہ گئی صاحب	کیون کسی کا بھلا کرے کوئی

یہ اوسکا مُنہ دیکھتے رہجاتے اور اپنے دل مین کہتے خدا کی شان ہی کہ جہان جاتے ہین ٹھوکرین کھاتے ہین اور کوئی بھی مُنہ نہین لگاتا شعر

یارب زمانہ ہمکو مٹاتا ہی کس لیے	لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہین ہم

غرض ہر ایک ادنی واعلی نے اسقدر لوٹا کہ کسیکے چھپر پر پھونس نہین رہا باوجودیکہ اس چرخ کہن نے عالمان دہلی کا نام ونشان مٹادیا کیونکہ شعر

سبھی کا یون تو فلک ماہ وسال دشمن ہی	کمال والون کا لیکن کمال دشمن ہی

مگر صاحب اب بھی خدا کے فضل وکرم سے اس زبان کو فوق ہی بخت نرہا بلندی ہی نظم

بولتے ہین جسے اُردوے معلی احباب	ایہا الناس یہی وہ خاص زبان دہلی
فلک پیر نے مٹی مین ملا یا سبکو	پھرتے ہین خاک بسر پیر وجوان دہلی
رہگئے کہنے کو کچھہ کچھہ ہین فسانے باقی	اب نہ دہلی ہی رہی اور نہ زبان دہلی

چشم بد دور بخدا خدا کی سرکار معدلت شعار کی محض پرورش وعین نوازش سے اوسرنو

رونق بگڑی ہی شعر		
سفینہ جبکہ کنارے پہ آلگا غالب		خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیے

القصہ چند فائدہ مند باتین دیکھکر اس کتاب کنز الفوائد کو تین باب پر منقسم کیا اور
اس طرز پر لکھا کہ اول نصف باب مین جسکو مفید المدارس کہتے ہین طالب علم کی
زبان صاف ہو نشست الفاظ و تناسب عبارت کا طریق آجاوے اور آخر کے
نصف مین کچھ کچھ طبیعت پر زور رہے اور مبتدی کو معلوم ہو علم مجلس آداب
کی باتین آجائین اتمام مطلب پر ٹھیرنے کی عادت ڈالنے کے واسطے حسب موقع اکثر
بزرگونکے اشعار نصیحت آمیز لکھ دیے ہین حتی المقدور اس باب مین فارسی کے الفاظ
بھی کم لکھے ہین ادرجن طلبا کو نظم کا حظ ہو اونکے واسطے کچھ طلسمات و فلسفہ کی
باتین تجویز کی ہین اور جو اس سے بھی مس نہین رکھتے ہین اونکے لیے تاریخون
مین سے ایک دلچسپ کارآمد قصہ بنا کر مناظرے کے طور پر گفتگو کی ہی تا کہ حافظہ بڑھے
اور قوت بیانی کو ترقی ہو اور جو شخص علم تاریخ سے واقف ہو اوسکو اس علم کا مزا آجائے
اور جسکو یہ علم نہو اوسے سیکھنے کا شوق پیدا ہو اور تاریخ کی قدر جانے غرض
سب طرح سے طالب علم کی طبیعت کو مائل کتاب کیا ہی تا کہ اوسکا خود بخود جی لگے
دوسرے باب موسوم بہ دانش مین دلائل عقلی و علمی سے بحث کی ہی اور اس
مین یہ فائدے متصور ہین کہ اول تحقیق لغت و اصطلاحکا حال معلوم ہو جائے
دوسرے عقلی گفتگو کی تمیز حاصل ہو اور اوسکے وسیلے سے طبیعت کو زیادہ رسائی
ہو اور جو دانائی سے بہرہ رکھتا ہو بیان کا حظ اور تقریر کا لطف اوٹھائے جسکو
اتنی سمجھ نہو وہ اسکے لطیفے اور چٹکلے دیکھکر ویسی لیاقت حاصل کرنے کی کوشش
کرے اور اس باب مین افعال و انسانکی قسمین دیکھکر اول باب کے بادشاہو نکی
وہ سکھے اور یہ خیال کرے کہ اس مین فلانا پادشاہ کس قسم کا انسان تھا یا ہم

یا حازم یا عاجز ہی اور اسنے کونسی قسم کا فعل کیا کہ وہ بدنامی یا نیکنامی کا باعث ہوا
اور اگر شبہہ ہو تو اپنے اوستاد سے دریافت کرے وہ اونکی تعریف دیکھکر سمجھاوینگے کہ یہ فلانے
فعل کا نتیجہ ہوا غرض اسبات سے ترقی ذہن منظور ہی تیسرے باب موصوف بہ کنز الحکمت
مین قول فیصل ہی کہ بادشاہ مفروض نے اس سارے مناظرہ کا فیصلہ کیا ہی اوس سے
تعلیم طریق انصاف متصور ہی جو طالب علم اس ڈھنگ سے واقف ہوگا وہ دیکھیگا
کہ اسکا فیصلہ یون ہی مناسب تھا یا کسی اور طرح سے ممکن تھا اگر کچھ خلاف سمجھیگا تو
اوسکو مدرس صاحب سمجھاوینگے اور جن لڑکونکے ذہن ہیچ تابیچ آئینگی وہ آپس مین
فیصلہ کرکے اوستاد کی راے سے مطابق کیا کرینگے غرض اگر پسند سرکار ہو تو ہر
طرحسے یہ کتاب نافع الخلق ہی ورنہ لغو اور پوچ ہی کیونکہ مصرع ہر عیب کہ سلطان
بہ پسندد ہنرست ❊ اب خدا سے دعا ہی کہ میری محنت کو ٹھکانے لگائے اور
اس کتاب کو مقبول سرکار فرمائے آمین اور اپنا تو یہ قول ہی شعر

تماشاے اہل کرم دیکھتے ہین	بنا کر فقیرون کا ہم بھیس غالب

آغاز داستان

رباعی

ہنگامہ تقدیر دل تنگ مین ہی	اس بزم مین جو صف ہی ہم جنگ مین ہی
جس پیشے کو دیکھو وہ نئے رنگ مین ہی	کیا دیر و کلیسا کی شکایت کیجے

کہتے ہین اگلے زمانے مین سلطان محقق نہایت بڑا اور عظیم الشان بادشاہ تھا
اور اوسکے دو وزیر ایک مقدر الدولہ دوسرا مدبر الدولہ بہت منہ چڑھے اور بےتکلف
تھے بادشاہ سلطنت کا کوئی کام بغیر اونکی صلاح کے نہین کرتا تھا اور جب دربار مین
رونق افروز ہوتا تو پایۂ سریر کے داہنی طرف مقدر الدولہ کو اور بائین جانب مدبر الدولہ
کو کھڑا کرتا جب اسیطرح دربار کرتے ہوے ایک مدت گذر گئی تو مدبر الدولہ کو یہ خیال

آیا کہ دیکھو بادشاہ ظاہر مین ہمدونکو یکسان جانتا ہی مگر باطن مین مقدر کی زیادہ
عظمت سمجھتا ہی اور اگر یہ بات نہوتی تو کبھی مجھے اور کبھی اوسے تخت کے داہنی طرف
کھڑا کیا کرتا بیشک یہان کچھہ دال مین کالا ہی اور اس بات سے بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ اوسی
کو باعث سلطنت سمجھہ رکھا ہی خیر آج دربار مین چلکر اسکا بھی جھگڑا طی کیجیے اور
اپنے دلکا شبہہ نکالیے یہ سوچکر اپنے وقت معمولی پر دربار مین حاضر ہوا اور کار متعلقہ
کرنے لگا مگر جب بادشاہ اسکی طرف مخاطب ہو کر کسی امر مین صلاح لیتا تو اسطرح
جواب دیتا تھا کہ اوس مین صاف رنجش پائی جاتی تھی وہ بھی دانا تھا اسکی تیوری
سے سمجھہ گیا کہ آج یہ کسی سے جلا بھنا آیا ہی ہر چند روک تھام کر بات کرتا ہی مگر

دلکی سوزش نہین چھپتی شعر

نہین معلوم کیا اس سینۂ سوزان مین جلتا ہی | دھوان نوک زبان سے بات کہنے مین نکلتا ہی

اسمین اسکا کچھہ قصور نہین ہی یہ مقتضاے غضب ہی اس سبب دریافت کرنا چاہیے
کہ تم آج رنجیدہ خاطر کیون ہو بادشاہ نے پوچھا مدبر آج کیا ہی جو بہکی بہکی باتین
کرتے ہو خیر تو ہی یہ سنکر دست بستہ آداب بجالایا اور کہا کہ امان پاؤن تو کچھہ عرض
کرون سلطان نے اشارہ کیا کہ ہان کہو کہا حضور خلوت کا امیدوار ہون کسواسطے کہ شعر

غیرون مین نہین حرف حکایات کا موقع | ہر کام کا اک وقت ہی ہر بات کا موقع

غرض اوسیوقت سب امرا و اراکین رخصت ہوے یہ اور بادشاہ دونو تنہا رہگئے اب
تخلیے کی باتین شروع ہوئین مدبر بولا کہ حضرت یہ غلام ایک شرط سے اپنے دل کا
مدعا کہتا ہی کہ اگر کوئی گستاخانہ کلام سرزد ہو تو حضور کے دل مین کدورت نہ آوے
خطا معاف ہو مین نے جناب کو بارہا دیکھا اور آزمایا ہی کہ ظاہر مین کچھہ کہتے ہین

اور دل مین کچھہ کرتے ہین شعر

ہمنے تمکو خوب دیکھا ہی مثال آئینہ | پیٹھہ پیچھے کچھہ ہو تم اور روبرو کچھہ اور ہو

بادشاہ نے فرمایا کہ بھائی مدبر مجکو اوس گناہ سے آگاہ کر دو تاکہ مین آیندہ ایسی حرکتون سے باز رہون اور تم بھی جانتے ہو کہ دوست خیر خواہ وہی ہی جو یار کو خطا پر دیکھے تو اوس سے بچائے اور راہ صواب دکھائے کہا حضرت سلامت یہ دأب شہنشاہی سے بعید ہی کہ آپ ہم دونون وزیرونکو امور خیر و شر مین یکسان جانتے ہین اور پھر مقدر کو ترجیح دیتے ہین بادشاہ نے کہا تمنے کیونکر جانا کہ مین اوسے زیادہ سمجھتا ہون اگر قیاس سے جانا ہی یا تجربے سے معلوم کیا ہی اور اوسکے تصدیق کی کوئی دلیل ہی تو اطلاع دو مین تمھاری خاطر جمع کر دون سنو صاحب جب مین ہی تمسے دشمنی کرونگا تو اور کون دوستی کرنے آئیگا شعر

گر مسیحا دشمن جان ہو تو ہو کیونکر علاج ۔ کون رہبر ہو سکے جب خضر بھٹکانے لگے

وزیر نے کہا آپ اوسکو سیدھے ہاتھ کی طرف کیون کھڑا کرتے ہین اصل تو یہ ہی کہ حضور کو آدمی کی قدر نہین ہی مردم شناسی اور ہی اور بادشاہی اور شعر

گوہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہین ۔ بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہین

اگرچہ سلطان محقق یہ جانتا تھا کہ شعر

رکھنی مشکل نہین کچھ صاحب تدبیر سے لاگ ۔ سخت دشوار ہی پر گردش تقدیر سے لاگ

مگر کسیکی دلشکنی نہین چاہتا تھا کیونکہ شعر

ہوتی کہان بھلائی برائی کے ساتھ ہی ۔ کچھ نام نیک ہی تو بھلائی کے ساتھ ہی

بادشاہ نے کہا صاحب آپ سیدھے ہاتھ کی بزرگی ثابت کیجیے مین اوسکے بعد جواب دونگا مدبر نے کہا جہان پناہ اگرچہ آپکے روبرو اسکا ثابت کرنا لقمان کو ادب سکھانا ہی مگر چونکہ حضور امتحاناً پوچھتے ہین اسواسطے مجمل بیان کر دیتا ہون ملاحظہ فرمائیے اول تو اس سبب سے اس ہاتھ کو ترجیح ہی کہ وادی ایمن مین حضرت موسی علیہ السلام کو خدا کی آواز دست راست سے آئی تھی اگر خدا کے نزدیک اسکی بزرگی نہوتی تو بائین طرف سے ندا آتی

دوسرے یہ کہ اکثر بزرگون نے اس ہاتھہ کی تعریف لکھی ہی چنانچہ
شیخ سعدی بھی فرماتے ہین مصرع کہ دارد فضیلت یمین بر یسار تیسرے
یہ کہ سیدھا ہاتھہ جوان مرد اور شجاع اور دشمن کُش ہی کسواسطے کہ جسوقت کسی
دشمن پر حربہ کرتے ہین تو سب مین اول یہی حملہ آور ہوتا ہی اور جب تک اوسکو
نہین مار لیتا ہی اسکو چین نہین آتا خواہ اسکو آرام ہو یا تکلیف ہو اور بائین ہاتھہ
کا یہ حال ہی کہ اگر کوئی مارتا ہوا آیا تو بدن کی حفاظت کرنے لگا اور جو اوسنے
دھوکا دیا تو عاجز رہگیا جیسے کسی بادشاہ کے وقت مین ملاؤن اور
مولویون نے کیا تھا کہ جب اوس بادشاہ پر غنیم چڑھ کر آیا تو کہا حضور
تقدیر پر شاکر رہین خدا کے فضل سے کچھہ نہین کرسکے گا اور جب اوسنے
ملک فتح کر لیا اور بادشاہ نے اونسے گلہ کیا تو یہ جواب دیا کہ حضور کا ملک
گیا اوسکا ایمان گیا آپ خدا کے ہان سمجھہ لیجیے گا یہ حال بائین ہاتھہ کا ہی
چوتھے یہ دلیل طب سے تعلق رکھتی ہی جب انسان کوئی چیز کھاتا ہی تو وہ
درجہ بدرجہ ہضم ہوتی جاتی ہی یہان تک کہ چار جگہہ تحلیل ہوکر اوسکا لب لباب
جسکو لطافت اور قوت یعنی خون کہتے ہین حرارت لطیف کے سبب سے
جگر مین آکر جمع ہوتا ہی اور یہان سے سب طرف یعنی دل اور تلی وغیرہ مین
پسلیون اور رگون کے ذریعے سے بقدر حیثیت پہونچتا ہی جس سے انسان
کی زندگی ہوتی ہی دل مین قوت حیوانی اور جگر مین قوت طبعی رہتی ہی چونکہ
باعتبار لطافت سارے بدن مین سب سے پیشتر جگر کی پیدایش ٹھہری اور
اس سے سب کو فیض پہونچتا ہی اور دست راست اسکے برابر ہی پس جس
شخص کو ایسے شہنشاہ فیاض کی قربت میسر ہو اوسکا درجہ کیون نہ بڑا ہو اور
یہی سبب اس مین زیادہ قوت ہونیکا ہی بادشاہ نے یہ تقریر سنکر جواب دیا

کہ البتہ آپنے اپنی دانست مین اسکی بزرگی بہت اچھی طرح سمجھی ہی مگر مین یہ پوچھتا ہون
کہ جو موسی علیہ السلام کو نہ مانتا ہو اور شیخ سعدی یا تمہارے مانے ہوے بزرگون
کو نہ جانتا ہو وہ کیونکر مان لے گا اور آپ نے جو اوسکی شجاعت اور قربت جگر سے
بحث کی ہی مین اسکو بدل و جان تسلیم کرتا ہون اور اکثر پسند کرینگے مگر کھبا آدمی
کیونکر یقین لائے گا کہ اوس ہاتھ کو بزرگی ہی کیونکہ اوسکے ہاتھ مین سیدھے ہاتھ کے
برابر فی الحال قوت موجود ہی وزیر نے کہا حضرت اسکا حال بھی سن لیجیے اگر کھبا
آدمی عقلمند اور فہیم ہوگا تو میری اس تقریر کو سنکر آمنّا اور صدّقنا کہے گا ورنہ
اس بیان سے یہ غرض نہین ہی کہ بیوقوف تحسین کرین چنانچہ مومن خان نے

اس موقع پر کیا اچھا شعر لکھا ہی شعر

تحسین سخن فہم ہی مومن صلہ اپنا ۔۔۔ انصاف کے خواہان ہین نہین طالب زر ہم

قبلہ ہر چیز مین دو قوتین ہوتی ہین ایک حقیقی اور ایک مجازی حقیقی اوس قوت سے مراد ہی
جو سرشت مین ہو اور وہ کسیطرح زائل نہو سکے جیسے آگ مین حرارت اور مجازی
اوس قوت کو کہتے ہین جو کسی باعث یا ترکیب اجزا وغیرہ سے حاصل ہوئی ہو
جیسے آگ مین یبوست دیکھو جو انسان اپنے بدن مین قوت بڑھانی چاہتا ہی وہ ایسی ایسی
مقوی چیزونکا استعمال کرتا ہی کہ اوسکے اعضا اورونسے زیادہ طاقت ور ہو جاتے ہین
اسیطرح ان دونون ہاتھونکا حال ہی کہ اصل مین قوت حقیقی دونون مین ہی مگر بہت
راست مین اس سبب سے زیادہ ہی کہ وہ جگر کے قریب ہی جہانسے دوسرے ہاتھ کو بھی
قوت پہونچتی ہی اور دوسرا ہاتھ پھیپھڑے کے قریب ہی کہ وہ رطوبت کے باعث سے
کلیجے سے کم زور ہی اور سیدھے ہاتھ کی قوت زیادہ ہونے کی ایک ایسی مثال دیتا ہون
کہ سب سمجھ لین اور اس سے آگے بائین ہاتھ کی زیادہ قوت ہونیکا باعث کہونگا
اکثر خیال کرکے دیکھا ہی جہان پانی کا منبع ہوتا ہی اوسکے قریب کی زمین زیادہ سیراب

رہتی ہی اور جہان آتش دان ہوتا ہی اوسکے پاس کی چیزون مین زیادہ حرارت ہوتی ہی اور لطافت یا طاقت جسکا اوپر بیان ہو چکا ہی حرارت اصلی سے مراد ہی اس سے ثابت ہوا کہ جگر منبع حرارت اور قوت قوی کا ہی پس جو اجزا اوس سے ملحق ہونگے اونمین اعضاے دور سے زیادہ طاقت ہوگی جو شخص بائین ہاتھہ سے زیادہ کام لینے کی عادت ڈالتا ہی اوسکے ہاتھہ مین دو قوتین ہو جاتی ہین ایک اصلی اور ایک اکتسابی پس اس سبب سے اوسکا ہاتھہ دوسرے ہاتھہ سے زیادہ کام دیتا ہی اور جو آدمی سیدھے ہاتھہ سے زیادہ کام لیتا ہی اوسکی قوت اس سے بھی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ ایک تو اوسمین اصلی قوت زیادہ ہی دوسری اکتسابی اور ترقی دیتی ہی غرض کھبا آدمی قوت مجازی کے وسیلے سے داہنے ہاتھہ کے برابر کام لیتا ہی اور حقیقت مین سیدھے ہاتھہ کو فوق ہی اب امیدوار ہون کہ سرکار مجکو بھی اسطرف کھڑے ہونے کی اجازت دین کہ فدوی نے اسکی بڑائی ثابت کر دی ہی شعر

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک	ہم کہینگے حال دل اور آپ فرماوینگے کیا

پادشاہ نے کہا اچھا اگر تمھاری یون خوشی ہی کہ اوس ہاتھہ کو فضیلت ہی مین نے قبول کیا شعر

جو کہو گے تم کہینگے ہم بھی ہان یون ہی سہی	آپکی یون ہی خوشی ہی مہربان یون ہی سہی

مگر یہ نہین ہوگا کہ مین اوسکی جگہہ تمکو کھڑا کر دیا کرون افسوس آپکو وزارت کرتے ہوے اتنی مدت ہوئی اور یہ نسمجھے کہ پادشاہ جسے کسی عہدے پر مستقل کر دیتا ہی پھر اوسے بغیر قصور موقوف نہین کرتا ہی آپکی وہ مثل ہی کہ دتی مین رہے اور بھاڑ جھونکا شعر

صحبت عیسی بنائے خر کو انسان کسطرح	تربیت سے واقعی نا اہل دانا کب بنے

بھلا مین اوسکا عہدہ کیونکر چھین لون ہان تم دونون آپسمین تقریر کرو جو غالب آئیگا اوسکو یہ عہدہ ملجائیگا شعر

دل سے کہدو وہی ہو ویگا جو ہونا ہوگا	ہوگا گھبرانے سے کیا اتنا نہ گھبراے عبث

یہ سنتے ہی مدبرالدولہ طیش مین آئے اور کہا حضرت سلامت اس مین حضور کا کچھہ قصور نہین ہی یہ زمانہ ہی ایسا ہی کہ جو دلمین برائی نہین رکھتا ہی اور صاف صاف کہدیتا ہی وہی اپنی مراد سے باز رہتا ہی شعر

سینہ صافونکو ہی ہاتھوں زمانے کے شکست	ہی صفائی سے سزاوار شکن کا کاغذ

اگر مین کسی اور کے آگے ایسی تقریر کرتا تو خدا جانے کیا کچھہ انعام پاتا اور کس مرتبے پر پہونچتا سچ تو یون ہی کہ بھلے کا زمانہ نہین شعر

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبی زر	اگر کھلے ہی تو صراف کی نظر چڑھکر
الحق شعر جز جوہری کیا جانے کوئی قدر جواہر	سمجھے ہی سخن رس ہی سخن میری زبان کا

خیر مجھے اوس سے بھی بحث کرنے مین انکار نہین ہی اپنے سخن کا پاس ہی آخر یہ بات کھلے گی اس سے یہ بہتر ہی کہ اپنے دلکا غبار نکال لون پیچھے جیسا ہوگا دیکھا جائیگا شعر

رکاو خوب نہین طبع کی روانی مین	کہ بو فساد کی آتی ہی بند پانی مین

آپ باشوق بلوائیے بندہ بیٹھا ہی اگرچہ میرے دل مین پہلے سے بھی اس بات کی آمنگ تھی کہ ایک روز جہانی مقدر سے تقریر کرون مگر کسیکے سر پر چڑھکر لڑنا شرافت سے بعید ہی اسواسطے کچھہ نہین کہتا تھا دوسرے اس بات کا بھی خیال تھا کہ مجکو لوگ حاسد اور کینہ توز تصور کرینگے اور کہینگے کہ یہ بڑا تنگ حوصلہ اور کم ظرف ہی اپنے نصیب تو موافق نہین اور ونکے مرتبے کو دیکھکر جلتا ہی قطعہ

ہستی تنک مایہ نے کچھہ بھونکا ہی ایسا	اوبھرے ہی حباب لب یم اور زیادہ
جو کنج قناعت مین ہی تقدیر پہ شاکر	ہی ذوق برابر اونہین کم اور زیادہ

پیر و مرشد ایسے خدشونسے خاموش بیٹھا تھا ورنہ کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا شعر

تھی کچھہ ایسی ہی بات جو چپ تھا	ورنہ کیا کیا سخن نہین آتا

غرض بادشاہ نے اوسیوقت مقتدرالدولہ کے پاس چوبدار بھیجا کہ جس حال مین

بیٹھے ہو چلے آؤ کھانا وہاں کھاؤ تو پانی یہاں پیو وہ بیچارہ مع حاضر ہوا فرمایا بھائی مقدر یہ مدبر تمسے بحث کرنے کو آیا بیٹھا ہی کہو کچھ ہاتھ پاؤں ہلاؤ گے یا منہ کی کھاؤ گے عرض کیا کہ حضور کے فرمان پر جان بھی قربان ہی سرکار نے ہمکو اسی دن کے واسطے رکھا ہی اب بھی نہ کام آئینگے تو اور کونسا دن آئیگا شعر

آرزو یہ ہی کہ تیری راہ مین
ٹھوکرین کھاتا ہمارا سر چلے

جہان پناہ مجھے اس بات کا ہرگز خیال نہین ہی کہ کسی صاحب سے تقریر کرنے مین میری شان کو نقصان پہونچیگا اور حضرت اس بات سے تو وہ ڈرے جسکو کسی امر کا دعوی ہو شعر

اہل ذوق اسکو چشم حقارت سے دیکھیے
سب ہمسے ہین زیادہ کوئی ہمسے کم نہین

حضرت حقیقت مین طعنہ زنون سے بچنے کی یہی ترکیب ہی کہ باوجود قدرت آپکو سب سے کم اور عاجز ظاہر کرے شعر

شہ زور اپنے زور مین گرتا ہی مثل برق
وہ طفل کیا کریگا جو گھٹنون کے بل چلے

اور جو کوئی دعوی کرتا ہی وہی سر کے بل گرتا ہی یہ کہکر مقدر الدولہ انکی طرف مخاطب ہوا اور کہا جناب مدبر الدولہ صاحب فرمائیے کس امر مین بحث ہوگی اگر سچ پوچھیے تو مجکو اتنی لیاقت نہین ہی کہ مین آپسے برابر آؤنگا مگر یہ مثل ہی کہ جسکا کھائیے اوسیکا گائیے تمہارے پاس آن بیٹھا ہون قطعہ

آزادہ رو ہون اور مرا مذہب ہی صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہین مجھے
صحبت مین آپڑی ہی سخن گسترانہ بات
مقصود اوس سے قطع محبت نہین مجھے

مدبر الدولہ نے کہا بھائی صاحب میرا بھی کسی سے بحث کرنیکا ارادہ نہین تھا مگر بادشاہ دام ملکہ نے بیٹھے بٹھائے ضد دلا دی ہی کہ تم صاحب تقدیر سے خوب تقریر کرو اور داد فصاحت دو اور یہ تو آپ بھی جانتے ہین کہ حضرت کے مزاج مین کمال ظرافت ہی بلکہ یہان تک خوش طبعی منظور ہی کہ چور سے کہین چوری کر اور صاحب خانہ سے کہین کہ تیرا گھر لٹتا ہی آگ لگائین پانیکو دوڑین دو کو لڑوائین آپ تماشا دیکھین شعر

آپ ہی لگائین آپ ہی بجھائین آپ ہی کئے بہانہ	جو آگ لگا پانیکو دوڑین اونکا کیا ہی ٹھکانہ

غرض یہ ہی کہ تقدیر اور تدبیر کا مناظرہ ٹھہرا ہی مین اپنے فرمان روا کیطرف سے سوال کرونگا آپ اپنے فرمان روا کی طرف سے جواب دیجیے گا اگر آپ غالب آئینگے تو اس عہدے پر برقرار رہینگے اور انعام پائینگے ورنہ اسکے برعکس ظہور مین آئیگا آپ تقریر کیجیے مین حاضر ہون مقدر الدولہ بولا بجا ہے صاحب مین اس اقرار سے گفتگو کرتا ہون کہ جو باتین ادب اور مناظرے کے خلاف ہین وہ درمیان نہ آوین مدبر نے کہا ہان صاحب وہ بھی کون کونسی باتین ہین فرما دیجیے تاکہ مجکو خیال رہے کہا سنیے اور ان پر عمل کیجیے ایک تو یہ کہ تقریر مین آپ کو غصہ نہ آوے دوسرے جو بات ایک دفعہ کہین دوبارہ اوس سے معاف رکھیں تیسرے بیجا سخن نکرین حق پر ثابت قدم رہین

ورنہ ہم بھی سخن پروری کرین گے **شعر**	

گر تمسے اپنی ہٹ کو ہٹا یا نجائے گا	بگڑا ہوا یہ دل بھی سنبھالا نجائے گا

چوتھے گفتگو خلاف تہذیب نہو یعنی **شعر**	

نکرہر ایک سے تو وہ کلام بیہودہ	کہ جس سے ہو ترا مشہور نام بیہودہ

پانچوین جو بات کہین مدلل کہین چاہون کی سی گفتگو نکرین اوسنے کہا اچھا مین قبول کرتا ہون آپ بھی اسکے خلاف نکیجیے گا اول ہمارے تمہارے ہند کے مشہور اور نامور بادشاہون مین چھیڑ چھاڑ ہو پھر عقلی گفتگو سے بحث کرین گے اب مین سوال کرتا ہون آپ جواب دیجیے مقدر نے کہا بہت مبارک آپ فرمایئے مین سنتا ہون

مناظرۂ اول در علم تواریخ موسوم بہ مفید المدارس

قطعہ جو عیش مالکی دنیا سے چاہتے ہے	اوسے لازم ہے لوح دلکو دھوکے
ہوسے ہون جنکے باعث سب پشیمان	انہین باتونسے ہر خواہش کو روکے

سوال مدبر الدولہ

آپ جانتے ہین کہ راجہ رامچندر کیسے عقیل اور زکی تدبیر سے تھے کہ اونکے زمانے مین کوئی ایسا دانا اور ہوشیار نہ تھا جو اونپر غالب آتا اونھون نے ایام خردسالی مین یہ تدبیر کی تھی کہ اول تیر اندازی سیکھی اور پھر ورزش سے قوت بدنی یہانتک بڑھائی کہ وہ اکیلے دس پر غالب تھے چنانچہ راجہ جنک نے اپنی لڑکی کی شادی کرنے مین جسکو وہ جنگل مین سے اوٹھا لایا تھا اور لاولدی کے باعث متبنّی کر لیا تھا جب یہ شرط کی کہ جو کوئی میری اس سخت کمان کو یکبارگی کھینچ لے گا اوسی کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کرونگا تو انھون نے اپنی قوت بازو سے کھینچکر اوسکی کمان کے دو ٹکڑے کر ڈالے اور اوسکی لڑکی سے شادی کر لی دوسرے اس شادی کے بعد جو جو مصیبتین پیش آئین وہ انھین تدبیرون کے ذریعے سے دفع کین تیسرے سب مین بڑی یہ تدبیر تھی کہ ہر ایک ادنی و اعلی سے اس کشادہ پیشانی اور محبت قلبی سے پیش آتے تھے کہ وہ خود بخود مطیع ہو جاتا تھا چنانچہ اسی سبب سے اونکے بھائی بند اور ساری رعیت و ارکین وغیرہ کو انکی تخت نشینی سے خوشی تھی اور بدل و جان یہ چاہتے تھے کہ راجہ دسرتھ کے بعد یہی تخت نشین ہون اور آخرکار ایسا ہی ہوا کہ یہ گدی پر بیٹھے اب آپ فرمائیے کہ یہان تقدیر کس کونے مین چھپی بیٹھی تھی تدبیر کے ہوتے تقدیر کچھ بھی کام نہ آئی پہلے تو قبلہ اسکا جواب دیجیے پھر سوال کرونگا

جواب مقدر الدولہ

شعر کون سنتا ہی کہانی تری اے یار غلط	کیون بغل مین لیے پھرتا ہی تو طومار غلط

جناب مدبر الدولہ صاحب مین اس سوال کا جواب دیتا ہون ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائیے آپکی گفتگو سے معلوم ہوتا ہی کہ حضور نے رامچندر کا حال غور سے نہین دیکھا ہی اور اگر بالفرض آپکی نظر سے گذرا ہی تو آپ نے اوسمین سے اپنے مطلب کی باتین چن لی ہین اب اسکا احوال مجھسے سنیے اور تاریخ رامچندر سے مطابق کر لیجیے

یہ بھی آپکو معلوم ہی کہ کل امیرون مین اس بات کا دستور ہی کہ اپنی اولاد کو کچھ نکچھ ہنر
سکھلاتے ہین اور وہ تو راجہ کا بیٹا تھا کیون نہ فن سپاہگری مین کمال حاصل کرتا
اوسکے تذکرے مین لکھا ہی باوجودیکہ حق وراثت اسی کو پہونچتا تھا پر اسکو خدا پرستی
کے سوا سلطنت یا حکمرانی کی آرزو نہ تھی اور اگر اسے اس بات کی تمنا ہوتی تو جلاوطنی
نہ اختیار کرتا کیونکہ اوسکے باپ اور اقارب کا یہی منشا تھا کہ وہ جلاے وطن نہ اختیار
کرے بلکہ زبردستی گدی پر بیٹھ جاوے مگر چونکہ راجہ دسرتھ کو ایفاے وعدہ نے
دبا رکھا تھا اسلیے اپنے منہ سے کچھ نہین کہہ سکتا تھا پر اس ہی خدا پرست اللہ کے
مست کو منظور نہ تھا دوسرے یہ کہ انکے بھائی لچھمن کو بھی تیر اندازی مین خوب دخل
تھا دیکھو جسوقت مسماۃ سوپنکھا کی ناک کٹی تھی اور اوسکے بھائی رام چندر پر لشکر
لے کر چڑھے تھے اوسوقت اون دونون بھائیون نے کمال شجاعت اور تیر اندازی
سے اونکی فوج کو شکست دی اور اوسکے دونون بھائیون کو جو اس لشکر کے سردار
تھے قتل کیا اگر تیر اندازی رام چندر کی تدبیر پر منحصر تھی تو اونکے بھائیکو کیونکر
آگئی اور اگر اونکو بھی راج کرنا منظور تھا تو وہ راجہ کیون نہین ہوے اور اسی بیان
سے انکے بخت کی یاوری بھی ثابت ہوتی ہی تمھین کہو کہ ایک سورما چنا بھاڑ کو
پھوڑ سکتا ہی مصرع ای اہل بزم کوئی تو بولو خدا لگی + اگر انکا اقبال ترقی پہ نہوتا
اور تقدیر برگشتہ ہوتی تو یہ دو آدمی اتنی فوج پر کیونکر غالب آتے بس قسمت نے زور کیا اور انھون نے
فتح پائی جب سوپنکھا نے یہ حال دیکھا کہ اوسکے دونون بھائی میدان کارزار مین کام
آئے تو وہان سے بھاگی اور تیسرے بھائی راون کے پاس جاکر راجہ رام چندر کی
شکایت اور اوسکی رانی کی خوبصورتی بیان کی وہ اس لالچ سے رام چندر کے فرودگاہ
پر آیا اور سیتا کو اکیلا دیکھکر لے گیا جب رام چندر اور اونکے بھائی صاحب شکار کرکے
آئے تو سیتا کو غائب دیکھکر گھبرائے اور اوسکا سراغ لگا کر لنکا تک پہونچے وہان

جا کر کئی دن لڑے اور آخر کار راون کو مارا اور اوسکے بھائی کو تخت پر بٹھا معہ رانی سیتا
اپنے ملک کی طرف مراجعت کی اگر ملک گیری یا دولت کی تمنا ہوتی تو اوس ملک
کو اپنے قبضے سے نچھوڑتے اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ یہ تدبیر سب پر غالب
تھی کہ وہ عوام الناس سے بنرمی و ملایمت پیش آتے تھے تاکہ سب میری فرمان برداری
کرین بھائیصاحب انکے اوضاع و اطوار ایسے نہ تھے کہ لوگ ونکو پسند نکرتے
البتہ وہ کاملون اور فاضلون سے ملنے کے کمال شائق تھے باقی سب سے نفرت کرتے
تھے مگر کسیکو ظاہر نہوتا تھا

شعر

کار ندگی تو کارروائی کے ساتھ ہی
حب ہی ہنر نہ عیب کسی پر ذرا کھلے

چونکہ اونکے مزاج مین حلم بدرجۂ غایت تھا اس سبب سے کسیکو نہین روک سکتے تھے اسکی
تصدیق بھی ملاحظہ فرمالیجیے کہ فی الحقیقت اونکے مزاج مین تنفر تھا یا تصنع سے کہتا ہون
جب راجہ رام چندر اپنے والد کے حکم سے بھائی اور اپنی رانی سمیت مقام پراگ یا الہ آباد
مین جو اونکی قلمرو سے باہر تھا پونہچے تو وہان ایک زاہد نے انکی بڑی خاطر داری کی
اور کہا کہ اس جگہہ مین تنہا رہتا ہون آپ بھی یہین قیام کیجیے اور بقیۂ عمر میرے پاس
رہیے راجہ رام چندر نے اس درخواست کو محض اس نظر سے قبول نہین کیا کہ یہان
سے اجودھیا قریب ہی اکثر لوگ وہان سے آکر مجکو تنگ کرین گے اور میری عبادت
کرنے مین خلل ڈالین گے ورنہ عارفون اور زاہدون سے ملنا اونکی عین مراد تھی اور اگر تم یہ
کہو کہ صاحب وہان کچھہ اور باعث ہوگا تو اوسکا بھی جواب سن لو کہ جسوقت راجہ دسرتھ
کا انتقال ہوا اوسوقت کوئی کریا کرم کرنیوالا موجود نہ تھا کیونکہ راجہ رام چندر اور لچھمن
تو جلاوطن ہوگئے تھے اور بھرت و سترگھن کہین اور رگئے ہوے تھے اوسکے ارکین
سلطنت نے یہ تجویز کی کہ اونکی نعش کو تو ایک بڑے تیل کے کُپّے مین رکھدیا اور
قاصد کو یہ پیغام دے کر کہ مہاراجہ دسرتھہ اس عالم فانی سے رخصت ہوے راجہ رام چندر

کی تلاش کو بھیجا اور یہ سمجھا دیا کہ اور کسی کو اس امر کی خبر نہو قضا عند اللہ وہ بھرت کی مان کے پاس جا نکلا اور راجہ کا واقعہ بیان کیا اوسنے خوش ہو کر اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹے اسی دن کے واسطے تجکو ولیعہد کروا دیا تھا جا گدی پر بیٹھہ اور راوکا کر یا کرم کر وہ اس بات سے بہت ناخوش ہوا اور کہا کہ راجہ رام چندر کے ہوتے مین ہرگز گدی پر نہین بیٹھونگا یہ اوسی کا حق ہے یہ کہکر رام چندر کو ڈھونڈنے چلا اور بندیل کھنڈ کے میدان مین جا پایا ہرچند اونسے کہا کہ آپ چلکر سلطنت سنبھالیے مگر اونھون نے منظور نہین کیا یہ ناامید ہو کر چلا آیا اور کہا خیر جب تک آپ وہان تشریف لاوین گے مین بندوبست کرونگا جب لوگون کو انکا پتا معلوم ہو گیا تو متواتر قاصد جانے لگے راجہ رام چندر نے یہ حال دیکھکر اوس جگہہ کو چھوڑ دیا اور آگے بڑھ گئے جہانسے اونکی رانی صاحبہ چوری گئین غرض یہ ہے کہ اونکو ہرگز یہ منظور نہ تھا کہ خلقت کو اپنی طرف مائل کرین مگر تقدیر مین جو حکومت لکھی تھی کوئی اونکا پیچھا نہین چھوڑتا تھا اور اگر یہ تقدیری امر نہوتا تو اور بھائی سلطنت کرنیکو تھوڑے تھے یا وہ راجہ کے بیٹے نہ تھے ای نادان جو شخص جس منصب کے لائق ہوتا ہے اوسی مرتبے پر پہونچتا ہے شعر

ہے مرتبہ ہر ایک بشر کا جدا جدا　　قسمت جدا جدا ہے نصیبا جدا جدا

مدبر الدولہ

جناب مقدر الدولہ صاحب پہلے میری ایک عرض سن لیجیے پیچھے سوال کرونگا بندہ یہ چاہتا ہے کہ آپ اتنی وضاحت سے جواب نہ دیا کیجیے اس سے عبارت کو طول ہوتا ہے یا کوئی تاریخ لکھنے کا ارادہ ہے تو ویسا فرمائیے مین اپنا راستہ لون اور اگر اسیطرح جواب دوگے تو اس تقریر کو ایک عمر نوح چاہیے حضور مجکو صرف پتا یا تھوڑا سا حوالہ دیدیا کرین مین سمجھ لیا کرونگا دوسرا سوال سنیے سکندر بادشاہ نے جو دریاے جیلم پر راجہ پور کو شکست دی تھی وہ حکمت عملی سے تعلق رکھتی تھی یا تقدیر سے

اگر وہ فتح قسمت سے ہوئی تھی تو خودبخود کیون نہ ہوگئی اتنی محنت و دوڑ دھوپ سے کیون کام نکلا

مقدر الدولہ

حضرت آپکا فرمانا سر آنکھون پر انشاء اللہ اب مختصر جواب دیا کرونگا جواب اس سوال کے جواب کو بھی ملاحظہ فرمائیے یہ ساری قسمت کی خوبیان ہین کہ جہان کوئی موقع نہین بنتا ہی اور آدمی نا امید ہوجاتا ہی تو وہان ایک نہ ایک ایسی بات پیدا ہوجاتی ہی کہ اوسکی نا امیدی جاتی رہتی ہی سنیے اگر اوسوقت سکندر کا بخت یاور نہوتا تو راجہ پور کو ہرگز یہ خیال نہ آتا کہ چند سپاہی پیدل بھولکر آنکلے ہین بلکہ اپنے بیٹے کو تھوڑے سے سوارون کے ساتھہ بھیجدون وہ اونکو یہان سے نکال دیگا بلکہ وہ خود جاتا اور جتنا بغیر فوج لڑا تھا اوس سے زیادہ لڑتا جب بیٹا مارا گیا اور ساری سپاہ کے پاؤن اوکھڑ گئے اوسوقت ہوش مین آیا اور اکیلے لڑنے کو گئے پھر کیا ہوسکتا تھا مصرع گیا وقت پھر ہاتھہ آتا نہین ٭ سچ ہی شعر

سب ہی تدبیر کی کہی جاتی	نہین تقدیر کی کہی جاتی

کیون جی جسوقت سکندر نے پاٹلی پوتر کا ارادہ کیا اور اوسکی فوج نے انکار کیا تھا اسنے سپاہ کو کسی حیلے سے کیون نہ روک لیا ہرچند دھمکایا اور لوٹ کا بھی لالچ دیا بلکہ یہان تک ہوا کہ بادشاہ نے خوشامد کی اور بہت سمجھایا مگر قسمت کی برگشتگی نے فوج تک کو برگشتہ کردیا شعر

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل	کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

وہان انکی تدبیر کہان ہوا کھانے گئی تھی اوسوقت یہی کہتے بنی شعر

تقدیر کے بگاڑ کی تدبیر کیا کرین	بنتی نہین ہی کوئی بھی تدبیر یا نصیب

سوال کیون صاحب اگر محمود غزنوی ہوشمند نہوتا اور اوسکے پاس ہم مذہب اور جرار فوج نہوتی تو غرجستان اور خوارزم و ہندوستان وغیرہ کو کیونکر فتح کرتا

قسمت کو تو ہم جب مانتے کہ بغیر فوج اور بے عقل کسی ملک کو فتح کر لیتا یا کل بادشاہ
اور راجہ آپ سے آکر اپنا اپنا ملک سپرد کر جاتے کیونکہ انکی تقدیر مین یہ ملک لکھے تھے
اب آپ کو صرف ایک اعتراض کی گنجایش ہی کہ وہ عقلمند نہوگا سو اوسکی دانائی کا حوالہ
دیتا ہون روضۃ الصفا مین لکھا ہی کہ جب محمود نے ۴۱۱ ہجری مین سوری حاکم غور پر
چڑھائی کی تو وہ فوج کثیر لیکر اس بادشاہ سے مقابلہ آرا ہوا اور دوپہر تک دونون
طرف سے لڑائی رہی جب محمود نے دیکھا کہ کوئی فتح کی صورت نہین بنتی تو انکا دل
بڑھانے اور اپنا مطلب نکالنے کو یہ تدبیر نکالی کہ لشکر کو لیکر دور تک بھاگا اور
کمزوری کی علامتین دکھائین مخالفین نے جانا کہ اوسکو شکست ہوئی جتنے آدمی خندق
مین اپنا بچاؤ کیے اور اونکی گھات مین پوشیدہ بیٹھے تھے نکل کر میدان مین آموجود
ہوئے اور جب وہ صحرا کے کف دست مین پونہچے تو محمود نے ایکبارگی چارون طرف سے
گھیر کر اونکو تہ تیغ کیا اور فتح پائی ذرا ایمان سے کہو کہ یہ بات تدبیر سے تعلق رکھتی تھی یا تقدیر سے
متعلق تھی **جواب** حضرت جو محمود غزنوی کو عقلمند نہین مانتا اور آپ کی اس مثال کو
درست نہین جانتا وہ محض بیوقوف ہی کیونکہ اوسکی دانائی کا تو سارے جہان مین
شہرہ ہی بلکہ بیچارے فردوسی طوسی کی کتاب آج تک گواہی دیتی ہی کہ اوسنے ایسا
بڑا کام کیا اور پھر اوسکے صلے سے محروم رہا بادشاہ اپنے وعدے سے پھر گیا
اور لوگون کے بہکانے مین آگیا افسوس اس سلطان عاقل نے ہجو کا سننا تو پسند کیا
مگر حق السعی کا دینا منظور نہوا خیر اس سے کیا بحث ہی آپ اوسکی فوج کی وجہ سے
خدا ایسا مسبب الاسباب ہی کہ جسکو جس لائق دیکھتا اور کرتا ہی اوسکو ویسا ہی سامان
بہم پونہچا دیتا ہی **شعر**

وہی زیبا ہی اوسکے واسطے جو قطع ہی جسکی	نکل سکتا ہی کوئی آستین کار دامن سے

اوسکی فتوحات کچھ فوج پر منحصر نہین کسواسطے کہ اگر ہم ندہبی اور کثرت افواج

باعث ظفر یا نصرت ہی تو اہل ہند اونسے کسیطرح کم نہ تھے اور سب راجاؤن اور رعایا مین باہم سلوک بھی ایسا تھا کہ چوتھے حملے مین محمود کے ہوش جاتے رہے تھے اور نہایت بدحواس ہوگیا تھا اور اہل ہند انکی مزاحمت کے واسطے ایسے مستعد و آمادہ ہوے تھے کہ اونکی عورتون نے جواہرات بیچ ڈالے اور چاندی سونے کے زیور گلا کر اس کام کیواسطے روپیہ جمع کیا اور دور دور سے ہندؤن کے لشکر مین بھیجا غرض یہان تک لڑنے اور مرنے کو طیار ہوے تھے کہ مسلمانون کو ہرگز ایک قدم آگے نہ بڑھنے دینگے حاصل کلام چالیس روز تک محمود کو خندق مین گھیرے پڑے رہے اور لڑائی کے دن چار ہزار مسلمانون کو بھی شہید کیا جب تقدیر پلٹ گئی تو انکے سپہ سالار کا ہاتھی محمود کا تیر کھا کر بھاگا سب ہراسان ہوگئے اور پریشان ہوکر بھاگ گئے اور آٹھ ہزار ہندو قتل ہوے اسنے فتح پائی اسیطرح ایک دفعہ ایلک خان کی لڑائی مین محمود نہایت نا امید اور مجبور ہوا تھا بلکہ اوس فتح کے واسطے بہت سی نذرین مانین اور ایک ٹیلے پر چڑھکر خدا سے رجوع کی تھی وہان بھی اسطرح فتح پائی کہ ایک ہاتھی نے خود بخود ایلک خان کا جھنڈا اپنے اوپر سے گرا کر پھاڑ ڈالا اور آدمیون کو سونڈ سے اوٹھا اوٹھا کر پٹکنے لگا سب فوج مین اضطراب ہوگیا اور بھاگنے شروع ہوگئے محمود نے اس فرصت کو غنیمت جانکر حملہ کیا اور فتحیاب ہوا سنو بھائی صاحب یہ ساری باتین قسمت پر منحصر ہین ورنہ ہندو اونپر فتح پاتے مگر کیا کرین تقدیر سے بے بس تھے شعر

چاک کو تقدیر کے ہرگز رفو ہوتا نہین	سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

سوال اب حضرت آپ ہمپر بہت منہ آنے لگے شاید مقتضائے شرافت آپکے یہی معنی ہین شعر

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہی	تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی

ابھی اور صبر کیجئے تعلی کی نہ لیجئے دیکھیے کس کل اونٹ بیٹھتا ہی شعر

دنیا ہی چل چلاؤ کا رستہ سنبھل کے چل		اتنا نہ اپنے جامے سے باہر نکل کے چل

بھائی جان! انسان کو چاہیے اپنی بساط سے باہر قدم نہ رکھے اور میانہ روی اختیار کرے کہ وہ سب کے نزدیک اچھی ہی **شعر**

چلیے چال ایسی کہ کچھہ کام ظفر چل نکلے		چاہیے حد سے زیادہ نہ بشر چل نکلے

ابھی تو بہت سی باتین باقی ہین آگے مشکل سوال پوچھونگا تو قدر و عافیت معلوم ہوگی مصرع آگے آگے دیکھیے ہوتا ہی کیا ہ جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہین آتا کیسکو بڑا نہین جانتا ہی یہ شکایت بطور حکایت کرتا ہون کہ آئیندہ ایسی باتون کا لحاظ رکھیے اور تدبیر کو ہر جگہہ برائی کے ساتھہ مشابہت نہ دیجیے کہ یہ بزرگون سے بعید ہی **شعر**

ہی یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے		بد نہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنے

سوال کو ملاحظہ فرمائیے آپکو یہ بھی معلوم ہی کہ مؤرخ محمد شہاب الدین غوری کو آج تک بڑا قسمت ور اور باعث اسلام ہند مانتے ہین اونسے پہلے اپنی بیوقوفی اور بے تدبیری سے کیسی زک اوٹھائی تھی کہ ایک پرتھی راج کو شکست نہ دینے سے سارا ملک کھو بیٹھا تھا اور جب تدبیر سے لڑا اور اچھی فوج کو بھرتی کرکے لایا تو اس حکمت عملی سے فتحیاب ہوا کہ جسوقت دریاے گھاگرہ پر پہونچا تو راجہ کو کہلا بھیجا کہ مذہب اسلام قبول کر پرتھی راج نے جواب دیا کہ اب پھرپٹ کر جائیگا خیر ہی تو واپس چلا جا نہین تو اپنے جان سے ہاتھہ دھو بیٹھے گا اسنے سنکر کہا کہ مین اپنے بھائی کا فرمان بردار ہون اوسسے دریافت کرون گا مہاراج نے سمجھا کہ یہ ڈر گیا پھر عیش و عشرت مین بیخبر ہو کر سو رہے محمد غوری نے غافل دیکھکر راتون رات اپنا لشکر دریا کے اس پار اوتار لیا اور علی الصباح حملہ کیا تھوڑی دیر لڑا اور عین لڑائی کے وقت دھوکا دینے کو یکبارگی اپنے لشکر کی باگ پیچھے کو موڑی ہندو سمجھے کہ مسلمانون کے پاؤن اوکھڑ گئے اس خاطر جمعی اور بیفکری سے جدھر چاہا اودھر دشمن کا تعاقب

کرتے ہوئے چلے گئے شہاب الدین نے جب دیکھا کہ طرف ثانی کی سب فوج منتشر ہو گئی ہی دوبارہ حملہ کیا اور نہایت سرعت سے راجہ کو گھیرا اور زندہ پکڑوا کر مروا ڈالا پھر کون لڑ سکتا تھا سچ ہی شعر

جو عشرت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہی	آسمان اوسکا وہین کاسہ سر لیتا ہی

اگر محمد غوری یہ حکمت نکرتا تو ابکی دفعہ جان سے مارا جاتا اسکا جواب دیجیے کہ مین سچ کہتا ہون یا جھوٹ عرض کرتا ہون جواب شعر

تم جو غصے ہو تو غصہ مرے سر آنکھو نپر	پر بشرطیکہ نہو اور کسیکے باعث

سبحان اللہ حضور بڑے منصف مزاج ہین یہ نہین سمجھتے کہ ابتدا کس کی طرف سے ہوتی ہی جب آپ سوال مین کچھہ فرما لیتے ہین تو پیچھے بندہ بھی جواب دیتا ہی تاکہ لوگ یہ سمجھین کہ یہ جواب دینے مین عاجز ہی ورنہ شعر

جو برا سمجھے آپ کو وہ کہے	کیا کسیکو برا معاذ اللہ

صاحب بات بات پر لڑتے ہو بن بن کر بگڑتے ہو اپنی خطا پر نظر نہین اورون کا عیب پکڑتے ہو شعر

عرض ہو سکے ہمنے گالیان ہین یا کہ صاحب نے	ذرا انصاف تو کیجے نکالا کسنے سر پہلے

اگر یہی گفتگو اور یہی انصاف ہی تو بحث سے ہاتھہ اوٹھائیے بندہ صاف ہی ای حضرت اگر مین تدبیر کی برائی نہ ثابت کرون اور آپ تقدیر کی اہانت نہ بیان کرین تو پھر جھگڑا کس بات کا ہی اور کون جانیگا کہ انجام کار کسکو فوق رہا اگر آپ کو برا معلوم ہوتا ہی تو صدقے سے یہ فرما دیجیے کہ تم جیتے اور مین ہارا ابھی کی تمام ہوتی ہی شعر

باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم	کاہے کو میر کوئی دبے جب بگڑ گئی

میرے نزدیک اب سلامت روی کی یہی چال ہی کہ نہ آپ ناخوش نہ مین آزردہ ہون بقول شخصے شعر

دیکھنے دو مجھے یہ بین جو برا دیکھتا ہی	مین برا ہون کہ بھلا اسکو خدا دیکھتا ہی

جو ہونا ہوگا سو ہو رہیگا جب تک آپکا جی چاہے بحث کیجیے بندہ موجود ہی **شعر**

ساقیا گو لگ رہا ہی چل چلاؤ	جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

واہ حضرت ابھی چین بجبین ہونے لگے ہمنے تو سمجھا تھا کوئی دم جمکر تقریر کروگے
آدمی کو چاہیے ہمت نہ ہارے اسمین سب کچھہ موجود ہی **شعر**

آدمیت سے ہی بالا آدمی کا مرتبہ	پست ہمت یہ نہو اور پست قامت ہو تو ہو

اس سوال کے جواب کو بھی ملاحظہ فرمائیے حضرت اگر محمد غوری راجہ پرتھی راج سے پہلی
لڑائی مین شجاعت نکرتا اور پھر شکست کھاتا تو بیشک اوسکی بے تدبیری مین کچھہ شبہہ
نہین تھا جس حالت مین اوسنے سب تدبیرین کین اور اول مرتبہ شہر ٹھٹھا کو بھی فتح کیا
البتہ وہانسے پھرتے وقت شکست کھائی اسکو اوسکی بدنصیبی کے سوا کچھہ اور نہین
کہہ سکتے ہین کیونکہ اپنی دانست مین وہ مظفر او رمنصور ہوکر چلا تھا یہ خبر نہین تھی کہ تقدیر
یہ گل کھلائیگی اور دیکھو جسوقت قسمت اچھی تھی تو صرف بیس ہزار سوارون سے
تین لاکھہ سوار اور بے شمار پیادون کو پسپا کیا ورنہ اس بے شمار فوج پر مظفر ہونا
کسیطرح ممکن نہین تھا باوجودیکہ قنوج کا راجہ بھی اسکی حمایت پر تھا اور خوب لڑکر مرا
مگر محمد غوری نے فتح پائی اور اگر یہ بات تقدیر سے تعلق نرکھتی تو راجہ پرتھی راج کو
ہرگز یہ خیال نہ آتا کہ وہ ڈر گیا اب ہوشیاری سے کچھہ کام نہین ہی غرض اسی بہانے سے
خواب غفلت نے اوسے گھیرا اور مہاراج نے بڑی ذلت سے جان دی **شعر**

نوشتے سے ہوا ایک حرف بھی ہرگز نہ بیش و کم	جو پیشانی مین تھا لکھا ہوا وہ پیش سب آیا

اسکے علاوہ ایک در طرفہ ماجرا سنیے کہ جسوقت یہ لڑائی فتح ہوئی تو تمام گرد نواح کے راجہ
جنگ و جدل کے بغیر کیے خود بخود مطیع ہوگئے یہان تک ہوا کہ پرتھی راج کے بیٹے نے بھی
اطاعت قبول کی اور باپ کا بدلا نہ چاہا اور جب اس بادشاہ کی قسمت مساعد نہ رہی
تو صرف چند آدمیون نے بیباکانہ اسکے خیمے مین جاکر خنجرونسے مار ڈالا اور سوقت

اس سے اور اسکے آدمیون سے کچھ بھی بندوبست نہو سکا سبکے سب مُنہ دیکھتے رہگئے افسوس جو شخص نو حملون مین متواتر فتحیاب ہو وہ اسطرح اونی آدمیون کے ہاتھہ سے مارا جاوے اس موقع پر کسینے کیا خوب کہا ہی شعر

نصیبا جب مرا اچھا تھا اور تقدیر اچھی تھی	مری ہر بات اچھی تھی ہر اک تدبیر اچھی تھی

بھائی صاحب یہ ساری قسمت کی خوبیان ہین کہ کبھی انسان اچھا کہلانے لگتا ہی اور کبھی برا مشہور ہوجاتا ہی **سوال** حضرت مین یہ پوچھتا ہون کہ محمود بن التمش اگر تواضع اور حلم نہ اختیار کرتا تو کیونکر نیک نام اور فرخندہ فرجام مشہور ہوتا دیکھو اپنی تدبیر سے آج تک عقلمند اور حمیدہ خصال نامزد ہی بلکہ باپ دادا کی غلامی کا عیب بھی چھپا دیا اور شہنشاہ عادل کہلانے لگا اب فرمائیے کہ تدبیر کے سوا تقدیر نے کیا سلوک کیا **جواب** قبلہ اگر یہ تقدیری امر نہوتا تو قید گران مین سے کسی شخص کی مدد بغیر کیونکر تخت پر بیٹھتا چونکہ اسنے وہان بہت سی مصیبتین اوٹھائی تھین اس سبب سے حلیم الطبع اور خداشناس ہوگیا تھا اور یہ سب جانتے ہین کہ اگر کوئی سردار ذراسی تواضع کرتا ہی تو اوسکو برا کوئی نیک بخت نہین کہلاتا ہی اور یہ تو بادشاہ تھا اور حد سے زیادہ خاطر و مدارت سے بھی پیش آتا تھا کیون نہ خوش اخلاق مشہور ہوتا شعر

تواضع زگردن فرازان نکوست	گدا اگر تواضع کند خوے اوست

سوال آپ یہ جانتے ہین کہ علاؤالدین خلجی کے وقت مین تدبیر نے کیا کیا کام دیے ہین اول تو اوسکو بادشاہ کیا بعد ازان جاہل سے خواندہ بنایا اور اس مرتبے پر پہنچایا کہ اوسنے ایک ایسا نیا مذہب نکالنے کا ارادہ کیا تھا کہ اوس مین ہندو اور مسلمان کی تمیز نرہے دونون شریک ہوکر عبادت کیا کرین اور اولوالعزم بھی ایسا تھا کہ ہفت اقلیم کے لینے کا دعوی رکھتا تھا اور سکّے پر سکندر ثانی اپنا لقب ڈالا تھا بھائی صاحب تدبیر سے بادشاہی دور نہین ہی اور محض تقدیر سے

خوراک بھی میسر نہین ہوتی جواب حضرت وہ تقدیر ہی کی مدد سے بادشاہ ہوا تھا اسکا قصہ مجھسے سنیئے جب یہ اپنے چچا کی اجازت سے دولت اباد پر چڑھکر گیا اور وہان سے فتح پاکر بہت سا مال لایا تو اسکی نیت برگشتہ ہو گئی کہ اپنے چچا کو کچھ نہ بھیجے اور اوسکے دل مین لوگون کے بہکانے سے یہ بات سما گئی کہ اس سے سلطنت لے لیجیے چونکہ دنیا کی ہوس سب پر غالب ہی اور ہر ایک شخص زر کا طالب ہی ان دونون کے دلون مین بغض ہو گیا شعر

سبکو دنیا کی ہوس خوار لیے پھرتی ہی		کون پھرتا ہی یہ مردار لیے پھرتی ہی

جب اسکو اوسکا منشا معلوم ہو گیا تو اسنے اپنے بھائی کے ہاتھ جلال الدین کو کہلا بھیجا کہ آپ مجھسے سلطنت لینی چاہتے ہین تو مقام قرا پر تشریف لائین مجھے آپ کی اطاعت مین کسی طرح کا عذر نہین ہی بادشاہ بخیال دور اندیشی یہان سے بہت سا سامان لیکر مع فوج وہان پونہچا اسنے اونکے آنے سے پیشتر ادھر اودھر فوج چھپا رکھی تھی اور آپ تنہا بادشاہ کے استقبال کے واسطے چلا اور یہ کہلا بھیجا کہ مین اکیلا آتا ہون آپ بھی بہ تن واحد تشریف لائیے اوسکی عقل پر پردہ پڑ گیا اور قضا کا وعدہ پورا ہوا وہ اسکو تنہا دیکھکر یہ سمجھا کہ علاؤالدین کچھ پوشیدہ باتین کریگا آپ بھی اکیلا گھوڑے پر سوار ہو کر آیا جب وہ اپنی فوج سے دور رہا تو اسکے سپاہیون نے موقع پاکر مار ڈالا اور اسکو بادشاہ کر دیا اس بیان سے میری غرض ہی کہ اسکی تقدیر مین بادشاہت نہوتی تو نہ فتحیاب ہو کر اتنا مال لاتا اور نہ اسکا چچا فریب مین آکر مارا جاتا اور نہ یہ بادشاہی پاتا اور اگر یہ سب باتین تدبیر سے تعلق رکھتی ہین تو چتوڑ پر جس کیسب اسنے راجہ کو گرفتار کیا تھا اوسی تدبیر سے رانی کو جسکا یہ عاشق تھا کیون نہ پکڑ لیا اور جسوقت وہ سات سو ڈولیون مین سپاہی لیکر آئے اوسوقت اسکی عقل کہان جاتی رہی تھی کہ راجہ بھی اسکے قید مین سے نکل گیا اور رانی بھی اسکے ہاتھ نہ آئی

اسکے علاوہ جب علاؤالدین نے اس دغا اور چالاکی سے غضبناک ہوکر چتوڑ کو
گھیرا اور ایک عرصے تک محاصرہ کیے پڑا رہا تو وہان کسی تدبیر سے کیون فتح
پائی کسواسطے ناکام پھر کے آیا اس سے معلوم ہوا کہ فتح اور شکست کسیکے اختیار کی
نہین انھین حرکتون سے سکندر ثانی مشہور رہا تھا آدمی کو سکندر کا سا استقلال
بہت مشکل سے میسر ہوتا ہی اپنے مونہہ سے میان مٹھو کہنا کچھ بڑی بات
نہین ہی دوسرے آپ جو اوسکے علم حاصل کرنے کی تعریف کرتے ہین یہ بات
کچھ دشوار نہین ہی ہر ایک شخص اپنے حوصلے کے لائق علم ظاہری
حاصل کرنے کا مجاز ہی کیونکہ یہ بات ممکنات سے تعلق رکھتی ہی جس کا
حال جہانگیر بادشاہ کے ذکر مین بخوبی تمام بیان کیا جائیگا اب اختراع مذہب کے ارادے
کی وجہ سنیے کہ جو شخص اپنے آپکو اچھا سمجھنے لگتا ہی اور متکبر ہوجاتا ہی اوسکو
ایسی باتین سوجھتی ہین کہ مجکو سب تا بہ قیامت یاد رکھین اور بجاے خدا و پیغمبر
میری پرستش و پیروی کرین چونکہ وہ شہرت پرست تھا اور حقیقت مین کسی قابل
نہ تھا اسلیے یہ بات جو سراسر واہیات ہی نکالی تھی شعر

جو پیٹ کے ہلکے ہین نہ پچے بات کب اونسے	روکین تو ابھر جاے شکم اور زیادہ

اگر حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ اوسکو اس حرکت ناشایستہ سے باز
نہ رکھتے تو اس تدبیر کا مزا چکھتا اور جن یارون کے سبب سے اوسکو رعونت آئی تھی
اور پیمبری کا ارادہ تھا تاریخ فرشتہ مین اونکا حال مفصل لکھا ہی حضرت مدبر جناب
مجھے اس بات پر افسوس آتا ہی کہ اسکے زمانے مین ہر ایک فن کے آدمی اور اچھے اچھے
عارف اور کامل موجود تھے اور پھر ایسا بیوقوف اور نادان بنا کہ جو باتین باعث زوال
سلطنت اور فتور مملکت ہین اونکو اختیار کیا ایک ادنی بات تو اون مین سے یہ ہی
کہ ملک نائب کی صورت پر ایسا مفتون اور مدہوش ہوا تھا کہ صرف صورت انکی مین کیا

بلکہ سب کامون مین اوسکے مزاج کے خلاف نہین کرتا تھا اگر وہ رات کو دن بتلاتا تو یہ ستارے گنواتا تھا شعر

اوسکے خلاف کب ہی دلدار کی صلاح	دلکی وہی صلاح جو دلدار کی صلاح

جاے عبرت ہی کہ جو شخص جو راسی لڑائیون مین فتحیاب ہو آخر کار سب اوس سے پھر جائین سچ ہی مصرع دیر لگتی نہین تقدیر کو پلٹے کھاتے اور ایک اونی جی پور کا راجہ اوسکے متعلقون کو قلعے سے نیچے پھینکدے اور وہ اوسی غم مین جان بحق ہو دیکھو جب تک تقدیر نے یاری دی سب نے فرمانبرداری کی اور جسوقت قسمت پھری تو کچھ بھی حکمت کام نہ آئی ساری تدبیر بالاے طاق ہی شعر

جو کچھ کہ ہوا اوس سے وہ کس طرح نہوتا	حکم ازلی ذوق یونہین ہو ہی چکا تھا

سوال آپکو معلوم ہی کہ سلطان محمد تغلق نے جب تک تدبیر سے کام کیا اوسکے ملک مین کچھ فتور نہین ہوا اور جسوقت نادانی کو عمل مین لایا تمام ملک برگشتہ ہو گیا اول تو یہ نادانی کی کہ ملک چین اور خراسان فتح کرنیکو فوج روانہ کی اور اس ملک سے قناعت نکی شعر

گر خدا دیوے قناعت ماہ یک ہفتہ کیطرح	دوڑے ساری کو کبھی آدھی انسان چھوڑ کر

دوسری کاغذ کا روپیہ چلایا تیسری دہلی والون کو یہان سے اوجاڑ کر دولت آباد مین بسایا چوتھی اکثر امیرون اور سرداروں کو قتل کیا اگر یہ بیوقوفی نکرتا روز بروز اوسکا ملک ترقی پکڑتا آپ یہ فرمائیے کہ اس بے تدبیر بے انتظامی کو تقدیر کے ذریعے سے کیون نہین سنبھالا جواب حضرت اگر آپنے نادانی کے معنی تقدیر سمجھے ہین تو یہان حکیم بھی لاچار ہی ورنہ اوسنے اپنی دانست مین ہر ایک بات کو بہتر سمجھا تھا اور یہ چارون باتین مصلحت سے خالی نتھین مگر قسمت سے برائی ہاتھ آئی تاریخون مین لکھا ہی باوجودیکہ یہ بادشاہ نہایت سخی اور فضول خرچ تھا مگر پھر بھی اسکے پاس حد سے زیادہ روپیہ جمع تھا جب یہ تخت پر بیٹھا تو سنہ ۷۲۵ ہجری مین داود خان کے بیٹے نے جو شجاعت مین رستم اور عدالت مین نوشیروان

تھا اسکو عین دہلی مین آن و بایا اوسوقت محمد تغلق عاجز ہوا اور بہت رنجیدہ ہوا اس سے کہ
جو لوگ مخالف کے نزدیک معتبر تھے اونکی سفارش پونہچائی اس باعث سے وہ
اسکی مسلمانی پر ترس کھاکے چھوڑ گیا جب اس نے دیکھا کہ ناتوان اور کمزور کو ہر شخص
دباتا ہی تو اسکو فوج جمع کرنے کا شوق پیدا ہوا اور یہان تک اسباب پر مستعد ہوا
کہ سکندر اعظم کی طرح مین بھی فتوحات حاصل کرونگا مگر اس امر کو زر خطیر چاہیے
اس لیے یہ تدبیر نکالی کہ محصول بڑھایا اور تانبے اور پیتل کا سکہ چلایا اور یہ بھی ارادہ
کیا کہ چین والونکی طرح کاغذ پر اپنی تصویر کھنچوا کر روپیہ کا کام لے اور سردارونکو ملک
فتح کرنے کے واسطے جابجا روانہ کرے چنانچہ اسی خیال سے تین لاکھ ستر ہزار سوار
خراسان اور ماوراء النہر کو بھیجے اور ایک لاکھ سوار اپنے بھانجے کے ہمراہ چین کو
روانہ کیے اور آپ ہندوستان کا بندوبست کرتا رہا شعر

مونہہ سے بس کرتے نہ ہرگز یہ خدا کے بندے
اگر حریصون کو خدا ساری خدائی دیتا

مگر تمام ملک مین اس روپیہ کے جاری کرنے سے بے انتظامی ہوگئی اور افواج مرسلہ
کو مدد نہ پہونچ سکی اس سبب سے اوسکے آدمی جو بھیجے تھے وہان مارے گئے حضرت
فوجکے بھیجنے مین کیا برائی کی تھی جو آپ اوسکو بے تدبیری سے مشابہت دیتے ہین
البتہ بدنصیبی سے نظر دیوین تو بجا ہی کہ اوسکی تدبیر اور خواہش کے خلاف ظہور مین
آیا دو باتین اور باقی رہین سو اونکا بھی جواب بھیجیے قبلہ دہلی او جاڑ کر دولت آباد
بسانے کی یہ وجہ تھی کہ جسوقت اسنے ہند کے بہت سے ملک فتح کیے تو انتظام
کے واسطے یہ بات سوچی کہ دار الملک بھی ایسی جگہہ مقرر کرنا چاہیے کہ اوسکو
تمام سے وہ نسبت ہو جو مرکز کو دائرہ سے ہی یعنی بادشاہ کے لیے وسط ملک
مین رہنا مناسب ہی تا کہ اخبار خیر و شر و حالات صلاح و فساد تمام ممالک محروسہ
سے علی التواتر ایک وقت خاص مین آیا کرین اور اگر کسی جگہہ کوئی حادثہ نمود ہو تو

وقت معمولی پر اخبار نہ پہونچنے سے معلوم ہوجاتے کہ آج فلانے علاقے مین کوئی واردات ہوئی ہی اسکا تدارک کرنا چاہیے جب اس بات کا مشورہ ہوا تو اہل ہمایش کو بلاکر دریافت کیا بعض آدمیون نے تو اوجین کو بتایا اور یہ دلیل پیش کی کہ راجہ بکرماجیت نے اسی سبب سے اسکو دار السلطنت بنایا تھا اور اکثر نے یہ عرض کیا کہ دیوگڈھ وسط ہند مین واقع ہی بادشاہ نے اس مقام کو پسند کیا اور دولت اباد نام رکھکر یہ حکم دیا کہ دہلی والون کو خواہ ملازم ہون خواہ رعیت یہان لاکر آباد کرو اور جو لوگ غریب ہین انکے مکان کی قیمت اور رستے کا خرچ بھی سرکاری خزانے سے دو غرض جسطرح ہوسکے یہان لاکر بساؤ حضور فرماوین ہمین کونسی بے تدبیری کی تھی چوتھے سوال کا جواب بھی سنیے جو لوگ اسکے باپ کے وقت مین بہت امیر ہوگئے تھے اور بادشاہ کو خاطر مین نہین لاتے تھے اونکو اس نظر سے قتل کیا کہ مبادا ایسے وزیر سب متفق ہوکر میری بیخ کنی کے درپی ہون دوسرے بزرگون کا قول ہی کہ دشمن کو چھوٹا نہ جانے اگرچہ وہ اپنے قابو مین کیون نہو (یہ لوگ میری سیاست سے تو ڈرتے ہین مگر اپنا موقع دیکھتے رہتے ہین قطعہ

ازان کز تو ترسد بترس اے حکیم	وگر با چنو صد برآئی بہ جنگ
ازان مار بر پاے راعی زند	بترسد کہ کوبد سرش را بسنگ

اور جہان کہین اوسنے ظلم کیا ہی تو آپ پشیمان ہوا ہی دیکھو جسوقت رعیت تانبے کے سکے سے ناخوش ہوئی تو اسنے اپنے حکم سے منفعل ہوکر یہ کہا کہ جس پاس اوس سکے کا روپیہ یا اشرفی ہو وہ سرکار مین سے چاندی سونا بدل کر لیجائے اس بات کو سنکر تمام سنارون نے لاکھون تانبے اور پیتل کے روپے بنا ڈالے اور بادشاہ کے خزانے سے روپیہ وصول کیا اور السیاہی تمام رعیت سے ظہور مین آیا غرض بادشاہی خزانہ بالکل خالی ہوگیا یہان تک کہ فوج کے دینے کو بھی باقی نہین رہا اور انھین دنون مین تین برس کا کال پڑگیا امیرون نے تمرد پر کمر باندھی اور اکثر باغی ہوگئے اسکے علاوہ ایک دفعہ محمد شاہ تغلق نے ضیاء برنی سے کہا کہ بادشاہ کو انتظام ملک کے واسطے کون کونسی سیاست لازم ہی اور دین کے رو سے

کون کونسی جائز ہی کتب دینی اور تواریخ سے بیان کروا وسنے تواریخ کسری کا حوالہ دیکر عرض کیا کہ بادشاہ کو سات جگہہ سیاست لازم ہی سلطان نے اون مقامون کو سنکر تسلیم کیا اور کہا کہ پہلے زمانے مین خلائق درست کردار اور راست گفتار تھی اب سراسر دروغگو اور دغا باز ہی مین کس کس کے کہنے پر عمل کرون شعر

جا ان لباسیون کے نہ ظاہر لباس پر		عاری عبا سے ہوش و قبا سے خرد سے ہین

اسواسطے زیادہ سیاست کرتا ہون دوسرے میرے پاس کوئی ایسا وزیر بھی نہین ہی جو حسن تدبیر سے ملک کا سرانجام کرے تا کہ خونریزی کی حاجت نہ پڑے حضرت اوسکی دانائی سے تاریخون مین لکھی ہی بلکہ تاریخ فرشتہ والے نے یہان تک لکھا ہی کہ اسکے برابر طبیب اور عالم اور منجم اور حاذق ہونا دشوار ہی آدمی کی پیشانی سے اوسکا احوال بیان کرتا تھا اب اس سے زیادہ کیا عقلمندی ہوگی مگر قسمت کے آگے عقل رکھی رہتی ہی جو بات بندوبست کے واسطے نکالتا تھا اوسی سے بے انتظامی ہوتی تھی شعر

مگر تا وہ بیچارہ کیا تدبیر سے چارہ نہین		پر کرے کیا چارہ گر تقدیر سے چارہ نہین

سوال آپکو یاد ہی کہ صاحبقران نے سلطان محمود بادشاہ دہلی کی کسقدر فوجکو اپنی تدبیر سے قلعے کے باہر نکالکر شکست دی تھی کہ جسوقت یہان پونہچا تو اپنے لشکر کو حکم دیا کہ صرف تھوڑی سی سپاہ شہر کے مقابل رہے اور کمزوری کی علامتین ظاہر کرے اور جب بادشاہ لشکر لیکر باہر آوے تو یکبارگی حملہ آور ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تیمور نے فتح پائی دوسرے ہندوستان سے جاتے وقت جب کوہ کبور پر پونہچا تو وہان جاڑے کی ایسی شدت دیکھی کہ رات کو برف پڑتی تھی اور دن کو زمین یخ بستہ ہو جاتی تھی گھوڑا ایک قدم آگے نہین رکھہ سکتا تھا اور اگر جبراً آگے چلنے کا قصد بھی کرتا تھا تو اوسکی زمین برف مین دھنس جاتی تھین جو سر قدم نہین اوٹھا سکتا تھا غرض کسی طرح سے وہان جانا ممکن نہین تھا ناچار ہو کر تمام گھوڑے سے چاوک کے قلعے پر چھوڑے اور آپ پا پیادہ سوا ایکہ

اوپر چڑھا جب اوس سے بلند پہاڑ پر پونہچا تو وہان سے نیچے اوترنا مشکل و متعذر معلوم ہوا
اوسوقت یہ ترکیب کی کہ بعض سپاہی تو رسیان باندھکر نیچے اوترے اور کچھہ یون ہی پھسل پڑے
اور بادشاہ کو ایک جھولا بناکر نیچے اوتارا مخالفین اسکی خبر سنکر کافور ہو گئے بادشاہ نے
وہان جاکر صرف پہاڑی بکریان دیکھین اور آدمی کا پتا بھی نپایا اوسوقت یہ حکم دیا کہ جہان
ان لوگون کا پتا لگے وہان جاکر قتل کرو اور اگر دین اسلام پر ایمان لائین تو چھوڑدو القصہ
جب مخالفون کو پکڑا تو اونھون نے بظاہر دین اسلام قبول کیا اور رات کو چھاپا مارا بادشاہ نے
اس شبخون سے غصے ہوکر سب کو گرفتار کرلیا اور اوس مقام سے آگے بڑھکر تہ تیغ کیا
اور یادگاری کے واسطے اونکی کھوپریون کا ایک بڑا سا منارہ بنا دیا اسکے علاوہ ایک اور
ماجرا سنیے روضتہ الصفا مین لکھا ہی کہ جب صاحب قران دریاے گنگ سے پھرنے لگا
جاسوسون کو باغیونکی خبر لگانے کے واسطے بھیجا اونھون نے آکر یہ خبر سنائی کہ ہندوستان
کے راجاؤن مین سے راجہ رتن نامے نے کوہ سوالک پر اسقدر لشکر فراہم کیا ہی کہ قوت ناطقہ
اوسکے شرح و بیان سے عاجز ہی اور یقین ہی کہ چشم فلک نے بھی ایسی فوج نہ دیکھی ہوگی وہ جگہ
بھی ایسے پہاڑون مین ہوا ہی کہ جب تک جھاڑی نہ کٹے اور رستہ صاف نہو کسیطرح پہونچنا ممکن
نہین ہی بادشاہ مذکور نے اسبات کو سنکر رات کا بھی خیال نہ کیا اور اوسیوقت حکم دیا کہ تمام
سپاہی مشعلین جلواکر درخت کاٹنے کو جائین اور بہت جلد راستہ صاف کرین غرض بادشاہ
کی تدبیر سے اوس ایک رات مین بارہ کوس مین صاف کرکے مسافت قطع کی اور جمعرات کی
صبح کو بادشاہ کا نشان کوہ سوالک و جبال کوکہ کے درمیان مین جا پونہچا اور دیکھا کہ راجہ مذکور نے
بادشاہ کی گھات مین ایک لشکر جرار مع بیسیار آراستہ و پیراستہ کر رکھا ہی اور خود بھی مستعد بیکار
کھڑا ہی مگر جسوقت اول مرتبہ صداے کوس بلند ہوئی اور مردان دلاور نے للکارا اون پر ایسا
رعب چھایا کہ کوسون تک پتا نہ لگا واویلا کرتے ہوے جنگلون مین بھاگ گئے شعر

نالان نہین ہی تنہا اس راہ مین جرس تو	روتے گئے ہین کتنے یک سخت دل کے ہاتھون

بادشاہ نے تعاقب کرکے لاکھوں آدمیوں کو قید ہستی سے رہا کیا دوسرے دن اوس سے بھی اوپر کے پہاڑ پر گئے وہاں بھی ایسا ہی حال ہوا کہ سب بھاگ گئے اور تیمور نے فتح پائی حضرت مین یہ کہتا ہون کہ نہ تو دہلی پر تقدیر نے کام دیا اور نہ برف کے پہاڑ پر ہمراہی کی اور نہ یہان کچھ سلوک کیا اور تدبیر نے کسی جگہہ بھی پہلو تہی نہ کی قبلہ ہر کام مین تدبیر شرط ہے شعر

اگر عدم سے نہ ہو ساتھہ فکر روزی کا	تو آب و دانے کو لیکر نہو پیدا

اسکا جواب دیجیے جواب شعر

فرماؤ گے جو تم تو اوٹھاؤن گا مین پہاڑ	پر جھوٹ کی نہ جائیگی مجھسے اوٹھائی بات

قبلہ اگر آپ صاحبقران کی وجہ تسمیہ سے واقف ہوتے تو کبھی اوسکے واقعات کو تدبیر سے مناسبت نہ دیتے چونکہ آپ ناواقف ہین اس سبب سے مجملاً بیان کرتا ہون صاحبقران وہ شخص کو کہتے ہین کہ اوسکی ولادت یا نطفے کے وقت زحل اور مشتری ایک برج مین ہون اور یہ قران ہزارون برس مین واقع ہوتا ہے ان دونون سیارون کے جمع ہونے سے یہ فائدہ ہے کہ وہ شخص نہایت صاحب اقبال ہوتا ہے اور اوسکی سلطنت بھی ایک عرصے تک قائم رہتی ہے امیر تیمور کی پیدایش کے وقت ایسا ہی ہوا تھا اور اوسکے خاندان کی سلطنت بھی مدت تک رہی مگر میرے آپکے تاریخی بحث ہے اس واسطے تاریخ سے جواب دیتا ہون اول تو محمود کی فوج آزمودہ کار نہ تھی دوسرے تیمور کے فریب نے جسکو آپنے تدبیر قرار دیا ہے رہا سہا پراگندہ کردیا اور اگر شہر والون نے کچھہ ہاتھہ پاؤن ہلائے تو تقدیر نے یاری نہ کی اپنا دل مار کر بیٹھہ رہے شعر

ہم تجھسے کس ہوس کی فلک جستجو کرین	دل ہی نہین رہا ہے جو کچھہ آرزو کرین

تیمور کا نصیب مددگار تھا فوراً فتح پائی اسکے علاوہ برف کے پہاڑ پر بھی تقدیر نے یاری کی تھی کہ وہ اور اوسکی فوج گلنے سے بچ گئی اور کوہ سوالک پر راجہ رتن سین کے پاس کچھہ کم فوج نہ تھی مگر اسکے اقبال سے رعب چھا گیا اس سبب سے فتحیاب ہوا اب اسکے نیک نصیب ہونیکی مثالین سنیے اسنے اکثر دشمنون کو کئی کئی مرتبہ چھوڑا ہے اور پھر اونکی بغاوت پر خیال نہین کیا

جسوقت کوئی سردار عاجزی سے پیش آتا تھا یہ اوسیوقت اوسکی خطا معاف کردیتا تھا اور وہ پھر باغی ہوکر مقابلہ کرتا تھا مگر یہ ہر دفعہ اپنی قسمت سے فتح و نصرت پاتا تھا جب راؤ دوبچند والی قلعۂ بطیر پر حملہ کیا اور فتح کے قریب پونہچا تو راجہ مذکور نے ایک سید کو سفارش کے واسطے بھیجا کہ بعد آپ صاحبقران سے یہ فرمائیے کہ اگر حضور آج کے دن امان دینگے تو کل قلعے کا دروازہ کھول دونگا اور آپکی اطاعت قبول کرونگا بادشاہ کو سیدون کی خاطر منظور تھی قلعے کے گرد سے تمام سپاہ کو بلا لیا جب اوسنے دوسرے دن وعدہ وفا نہ کیا تو تیمور نے منغص ہوکر اپنے سردارون کو فرمایا کہ ہر ایک سردار فصیل مین نقب کھودے اور جس طرف سے مناسب ہو اپنے اپنے متعلق سپاہ ہمراہ لیکر قلعے کے اندر داخل ہو بادشاہ کے حسب الحکم سب نقب زنی مین مصروف ہوئے ہر چند قلعے کے اوپر سے تیر اور پتھر برستے تھے مگر اونھون نے ان سب کو تقدیر کے حوالے کیا اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے مصرع

ہر چہ آید خوش بود خواہی شفا خواہی الم

راؤ دوبچند اور اوسکے امیر اس حال پر ملال سے مضطر و سراسیمہ ہوکر گریہ و زاری کرنے لگے اور نہایت عجز و انکسار سے کہا کہ ہمنے اپنا مرتبہ نہین جانا تھا جو ایسے شہنشاہ سے مقابلہ کیا اب ہم صاف اور پاک نیت سے اطاعت قبول کرتے ہین امیدوار ہین کہ بادشاہ بھی عواطف خسروانہ اور مراحم شاہانہ سے ہمارا قصور معاف فرمائے بادشاہ نے قبول کیا راؤ دوبچند نے اوسی روز چار گھڑی دن رہے اپنے بیٹے اور نائب کو تحفہ و تحائف دیکر جہان پناہ کی خدمت مین بھیجا بادشاہ نے اوسکو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا دوسرے روز راجہ صاحب خود حاضر ہوئے اور وہ بھی خلعت شاہی سے مشرف ہوئے جسوقت راؤ دوبچند بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اوسکے بھتیجے نے قلعے کے دروازے بند کر دیے اور بغاوت پر کمر باندھی تیمور نے پھر فوج روانہ کی جب اوسکے بھتیجے نے سیل بلا کو اپنے اوپر محیط دیکھا اور جانا کہ قضا و قدر سے مقابلہ کرنا احاطۂ بشریت سے باہر ہے اپنے بھائی اور ایک بیٹے کو بادشاہ کے پاس بھیجا اور عذر کیا شعر

تقصیر کردہ ایم و تو مارا باعث دانہ		صد لطف مے نمائی و شرمندہ میکنی

اور سب دروازون کی کنجیان بادشاہ کے سپرد کردین جب حضور والا نے امیر شیخ نورالدین اور
امیر اللہ وغیرہ کو اونکے ساتھ بھیجا تو پھر لڑنے اور مرنے پر مستعد ہوئے اور قلعے پر قبضہ
نہین دیا بادشاہ نے یہ خبر سنکر اونکی کمک کیواسطے اور فوج روانہ کی اونھون نے جاتے ہی قلعے
کے دروازے توڑ ڈالے اور مکانات جلا دیے اور وہ وہ ہاتھ دکھائے کہ اگر رستم بھی ہوتا
تو اونکے ہاتھ چومتا اور دلیری مین انکا شاگرد ہوتا کہتے ہین وہان بڑے بڑے قوی ہیکل اور
آہن گسل جوان موجود تھے اگر فیروز سیستانی و مرید بغدادی اوسکی مدد پر نہ پہونچتے تو شیخ
نورالدین کو کبھی کا مار ڈالا ہوتا الحاصل بادشاہی فوج نے دس ہزار مخالفون کو مار کر فتح پائی
اسیطرح فیروزآباد و تغلق پور پر معاملہ ہوا مگر طوالت کے باعث سے اوسے چھوڑ کر ایک اور چھوٹا سا واقعہ
لکھتا ہون جب سلطان تیمور تغلق پور کی طرف روانہ ہوئے تو شب کو امیر اللہ وغیرہ سرداران
نے مقام قراولی سے یہ خبر بھیجی کہ یہان ہند کے بادشاہون مین سے ایک شخص مبارک خان
نے بڑی جرار فوج جمع کی ہے اور تمنا سے محال خیال مین رکھتا ہے شعر

خیال خام ہین اوسکے کہ یہ ارمان نکلین گے		ہوا معلوم نکلین گے تو لیکر جان نکلین گے

بادشاہ یہ سنتے ہی علی الصباح ایک ہزار سوار لیکر دریائے گنگ سے اوترا اور ایک کوس کے
چلکر صبح کی نماز پڑھی اور بہادران لشکر بے اندیشہ دشمن کیطرف متوجہ ہوئے جب مخالفین کے
پاس پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ مبارک خان دس ہزار سوار اور بے شمار پیادے لیے ہوئے
مقابلے کو آمادہ کھڑا ہے اوسوقت بادشاہ کے دل مین یہ خیال آیا کہ مخالف شمار مین بہت
زیادہ ہین اور ہمارے آدمی تھوڑے ہین یعنی اوسکی نسبت عشر عشیر بھی نہین ہین کیا
کر سکینگے اور جو سپاہ شہرون کے فتح کرنیکو گئی ہے وہ بہت دور ہے تا تریاق از عراق آوردہ شود
مار گزیدہ مردہ شود اب اسکے سوا کوئی اور بات نہین بنتی ہے کہ تحمل کو نہ چھوڑین اور توکل اختیار
کرین بلکہ اس لڑائی مین اپنی کوشش اور سعی سے بالکل ہاتھ اوٹھائین اور جو کچھ ظہور مین

آوے اوسے تقدیر کی طرف سے سمجھیں کیونکہ اسوقت خدا کے اور کوئی فریادرس نہین ہے

شاہا اگر نہ لطف تو فریاد رس رسد
پیدا بود کہ کوشش ما تا کجا رسد

لطف تو یہ ہے کہ جسوقت اونھون نے سب معاملہ تقدیر کے حوالہ کیا اوسیوقت پانچ ہزار سوار جو مرزا شاہ رخ کے ہمراہ گئے ہوئے تھے انکے پاس آپہونچے صاحبقران نے اونھین دیکھکر خدا کا شکر کیا اور فرمایا کہ امیر شاہ ملک اور امیر اللہ ہماری خواصی کے ہزار سوار لیکر حملہ کرین اونھون نے کچھ اندیشہ نہ کیا اور تلوارین کھینچ کر جو گرے تو مخالف کی فوج کو پریشان کردیا اور اوسکے عیال اور اطفال کو قید کر لائے اور مبارک خان غیر تکا مارا کہین جنگل مین جاکر مرگیا شعر

اِس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن
جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

بھائی جان اگر قسمت یاری نہ دیتی تو یہ سوار کہان سے آتے اور اگر انکا آنا ہی تھا تو کل چھہ ہزار سوار دس ہزار سے زیادہ فوج کو کیونکر شکست دے سکتے تھے سوال حضرت آپ جانتے ہین کہ بابر نے سمرقند کو کیونکر فتح کیا تھا جسوقت یہ اپنے ملک موروثی سے نکالا گیا تو اوسنے دوسو چالیس آدمی جمع کیے اور سمرقند پر جہان ایک بڑی فوج موجود تھی حملہ آور ہوا اور یہ تدبیر کی کہ آدھی رات کو شہر کے نزدیک جاکر فصیل کو دکر شہر کے اندر داخل ہوگیا اور دفعتہ فتح کا غل مچادیا سمرقند کا بادشاہ یہ شور و غل سنکر اپنے دارالخلافت سے بھاگ گیا بابر فوراً وہان کا بادشاہ ہوگیا اسکے علاوہ جب سلطان ابراہیم سے لڑنے کو آیا تو اوسوقت ابراہیم کے پاس ایک لاکھ سوار اور ایک ہزار فیل جنگی موجود تھے اور ظہیر الدین کے پاس بارہ ہزار سے زیادہ فوج نہ تھی اِسنے دہلی کے قریب پہونچکر پانچ ہزار سوارون کو شبخون مارنے کے واسطے بھیجا مگر غنیم آگاہ ہوگیا تھا اس سبب سے ناکام پھر کر چلے آئے سلطان ابراہیم انکے خالی پھرنے سے بہت دلیر اور اِن پر شیر ہوگیا اور جلدی سے فوج آراستہ کرکے پانی پت کو روانہ ہوا بابر نے یہ خبر سنکر اپنے لشکر کو اسکی طرف بھیجا ابراہیم نے اس بات کا پتا لگا کر وہین قیام کیا القصہ دونون لشکرون کا پانی پت پر مقابلہ ہوا

بادشاہ دہلی اہل ہند کیطرح بڑے تجمل و شان و شوکت سے لڑنیکو آیا اور جسوقت بابر کی فوج کے پاس پونہچا تو وہ ساری تیزی اور چالاکی جاتی رہی ظہیر الدین بابر یہ حال دیکھکر یہ حکمت عملی عمل مین لایا کہ کچھہ فوج تو مینہ میسرہ کھڑی کردی اور کچھہ سپاہ پوشیدہ ابراہیم کے لشکر کے پیچھے بھیجدی غرض چارون طرف سے گھیر لیا اور ہر طرف سپاہ پھیل گئی پھر لڑائی شروع ہوئی چونکہ ابراہیم آزمودہ کار اور عاقل و ہوشیار نہ تھا چھہ سات ہزار آدمیون کے ساتھہ ایک موضع کے قریب مارا گیا مگر بابر کو اسکے مرنے کی خبر نہین ہوئی اس سبب سے دوپہر تک ہنگامۂ رزم گرم رہا اور افغانون کے قتل کرنے مین کسیطرح کوتاہی نہوئی جب بابر ابراہیم کے لشکر کی سیر کرنے کو دریاے جمنا کے پاس پونہچا تو سلطان ابراہیم کا سر پیش ہوا اوسوقت پچاس ہزار افغان مرنے کے بعد لڑائی موقوف ہوئی اوسی روز شہزادۂ ہمایون کو شہر آگرہ کے بندوبست کو روانہ کیا اور کچھہ سردار دہلی کی محافظت کے واسطے بھیجے اور دو تین روز کے بعد بابر دہلی مین آکر تخت پر بیٹھا ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے کہ تدبیر نے اسکے ساتھہ کیسے کیسے سلوک کیے ہین کہ ہر جگہہ تھوڑی سی فوج سے فتحیاب ہوا ہی اور تقدیر کا نام بھی نہین سنا کہ کس جگہہ کام دیا اور کہان کہان سرانجام کیا اسکا بھی جواب دیجیے جواب حضرت اسکا باعث بھی تقدیر ہی کہ چند روز کے واسطے سمرقند فتح ہوگیا تھا اگر تدبیر سے اسکا تعلق ہوتا تو ہمیشہ بابر کے پاس رہتا دوسرے اس سے پہلے بھی تو اوسنے کئی مرتبہ وہان کا ارادہ کیا تھا فتح کیون نہین پائی اوسوقت جو قسمت مین شکست لکھی تھی تو کچھہ نہین ہوسکتا تھا دیکھو جسوقت محمد مزید ترخان جو سلطان علی مرزا بادشاہ سمرقند کے بڑے معتبر سردارون و امیرون مین سے تھا اپنے حاکم شاہ سمرقند سے برگشتہ ہوکر جان مرزا ولد محمود سلطان سے جا ملا تھا اور اوسکو ہمراہ لیکر سمرقند پر چڑہائی کرکے شکست کھائی تھی اور وہان سے پھرتے وقت بابر کے پاس قاصد بھیجکر سمرقند تسخیر کرنے کی ترغیب دی اور ظہیر الدین بابر نے اوسکے کہنے

پر عمل کرکے سمرقند کی طرف لشکر کشی کی تھی اور رجب اثناے راہ مین محمد مزید ترخان خود
بابر سے ملا اور باہم شورت کرکے خواجہ قطب الدین یحیٰی قدس سرہ کے پاس آدمی بھیجا کہ
آپ اس امر مین کیا فرماتے ہین آیا ہم وہان کا ارادہ کرین یا نہین وانھون نے جواب دیا کہ جب
قلعے کے پاس پہونچو گے تو انشاء اللہ تعالی تمھاری زحصول ہو جائیگی مگر بابر کے لشکر مین سے
ایک سپاہی بے سبب بھاگ کر سمرقند مین گیا اور انکے ارادے و خواجہ صاحب کے جواب سے
آگاہ کر دیا اوسوقت انکی تدبیر تقدیر کے موافق نہوئی خالی پھر کر چلے آئے اور رستے مین
ہزارون اونٹ گھوڑے ضایع ہوئے اور سیکڑون آدمی پہاڑون مین ٹکرا کر مر گئے
مگر جب دوبارہ انھون نے اپنے امیرون سے مصلحت کی تو اونمین یہ صلاح قرار پائی کہ ابھی نولا
شیبانی خان نے سمرقند کو لیا ہی اور ابھی تک وہان کے آدمی بخوبی اوس سے مانوس نہین
ہوئے ہین سمرقند مین پوشیدہ چلین اور جو کچھہ مناسب وقت ہو کرین چونکہ وہ ہمارا موروثی
ملک ہی اگر وہان کے آدمی مدد نکرینگے تو بدی سے بھی پیش نہ آئینگے اور جب شہر ہمارے
قبضے مین آجائیگا تو جو کچھہ تقدیر مین ہوگا وہ خود ظاہر ہو جائیگا یہ نیت کرکے چلے تھے
کہ شہر والون کو انکے عزم کی خبر ہو گئی بادشاہ نے اس باعث سے بظاہر مراجعت کا قصد
کیا اور دو چار کوس اسطرف آکر ڈیرہ ڈالدیا اسوقت خواب مین دیکھا کہ نصیر الدین عبید اللہ
قدس سرہ اسکی طرف چلے آتے ہین اسنے اونکا استقبال کرکے بڑی تعظیم و تکریم سے سب سے
اوپر بٹھایا اور اپنی پگڑی اونکے قدمون مین بچھادی وانھون نے متغیرانہ اسکی طرف نگاہ کی
اسنے کنایۃً واشارۃً عذر کیا اور کہا کہ اس امر مین کچھہ میرا گناہ نہین بلکہ سالار کی تقصیر ہی
وہ انکا عذر سنکر مجلس مین سے اوٹھے اور چلنے لگے بادشاہ نے بھی انکی مشایعت کی جب دالان
کے پاس پہونچے تو اسکا ایک بازو پکڑ کر زمین سے اوٹھالیا اتنے مین بادشاہ کی آنکھہ کھل گئی
اور یقین ہوا کہ گل مراد شگفتہ ہوگا اسطرح خاطر جمع کرکے پھر سمرقند پر حملہ کیا اور آدھی رات
کو سیڑھی لگاکر شہر کی فصیل پر چڑھ گئے اور جو شہر کے آدمی انسے ملے ہوئے تھے اونھون نے

مدد کی انہون نے فتح پائی اسکے چند روز بعد شیبانی خان نے انکو ایسی بھاری شکست دی
کہ دس پندرہ آدمی سے زیادہ انکے پاس نہین بچے اور کئی مہینے تک سمرقند کو گھیرے پڑا رہا
انھین دنون مین کال پڑ گیا آدمی کو آدمی کھانے لگا بابر نے ہر چند ادھر ادھر ایلچی بھیجے
مگر چونکہ تقدیر برگشتہ تھی کوئی بھی انکی فریاد کو نہین پونہچا شعر

کوئی یان فریاد سنتا بھی نہین		داد کو تو پونہچنا معلوم ہی

غرض ایک روز سو آدمی ہمراہ لیکر اندجان کو بھاگ گیا اور جب وہان بھی شیبانی خان وغیرہ
نے ہر طرح سے انکو ستانا شروع کیا تو یہ عاجز ہو کر مدینۃ الرجال مین گئے وہان کے حاکم
امیر محمد باقر نے جسکو ازبکون نے چھین کر رکھا تھا انکو غنیمت جانکر اپنا دمساز و ہمراز بنایا
اور یہ سمجھا کہ مصرع خوب گذرے گی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو ۔ بابر نے بھی اوسکو اپنا غمگسار
اور چارہ ساز سمجھکر کسی طرف نکل جانے کی صلاح پوچھی اور یہ کہا کہ بھائی مین ان دنون مین چرخ کج رفتار
روزگار کے دام مین کبوتر کیطرح گرفتار ہون اور شاہ شطرنج کے مانند خانہ بخانہ ہوا کیطرح
سوبسو پھرتا ہون اور حیرانی و سرگردانی کے سوا کچھہ نہین دیکھتا ہون اور جب اپنے حال
پر نظر کرتا ہون تو شومی طالع کے سوا کچھہ قصور نہین پاتا ہون شعر

دوست بھی ہو گئے مرے دشمن		یاوری دیکھئے نصیبون کی
حال دل تجکو ہووے گا روشن		کیا کہون اپنی مین سیہ بختی

جو کچھہ آپ کی راے مین آئے اور میرے حق مین اچھا ہو از راہ دوستی اوسکی صلاح دیجیے تاکہ مین
اوسپر عمل کرون اور کوئی دن اس پریشانی سے بچون محمد باقر نے کہا کہ حضرت آپ کیون ہراسان
ہوتے ہین کیا ہمیشہ یہی دن رہین گے ہر ایک تکلیف کے بعد راحت متصور ہی شعر

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست		در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست

کوئی دن صبر کیجیے اپنے دل کو تسلی دیجیے اگرچہ مخالف نے ماوراء النہر وغیرہ کو فتح کر لیا ہی اور تمام
سپاہ و رعیت پریشان اور خستہ حال ہی اور وہ مثل ہو رہی ہی کہ دشمن سوئے تو سو فے مگر ع

ملک خدا تنگ نیست پاے مرا لنگ نیست :: ہمکو مناسب ہی کہ یہان سے کابل مین
چل بسین اور انکون کے ملک سے تو بہ کرین بابر نے اس تجویز کو پسند کیا اور جواب دیا کہ
مصرع بیدل نعیم ہنوز بہ بنیم چہ مے شود :: اور کابل مین آکر سکونت اختیار کی اسی جگہ ہمایون
بادشاہ پیدا ہوا جب اسکو یہان بھی رنج و غم اور اندیشہ لگا رہا تو اسنے ہندوستان پر
چڑھائی کرنی شروع کی غرض چار حملون مین سندہ پشاور سیالکوٹ تک ہوگیا مگر کوئی بات
حسب مراد نہین ہوئی ناچار چپکا ہوکر بیٹھ رہا اور سب معاملہ خدا پر سونپ دیا شعر

نہ مطلب ہی کہ باقی سے نہ یہ خواہش کہ شاہی		آئی ہو وہی جو کچھ کہ مرضی الٰہی ہو

مگر جس وقت قندہار فتح کرکے کامران مرزا کو عنایت فرمایا پھر تقدیر موافق ہوئی کہ خود بخود
دولت خان لودھی نے ابراہیم سے بدگمان ہوکر اپنے ایک معتمد آدمی کو بابر کی خدمت مین
بھیجا اور کابل سے دہلی مین تشریف لانے کی استدعا کی اسی اثنا مین شاہزادہ محمد ہمایون
بدخشان سے آیا اور بہت سا لشکر فراہم کرکے لایا اور انھین دنون مین ایک شخص غزنین
کے سردارون مین سے آکر شرف یاب ملازمت ہوا اور ایک شخص نے لاہور سے خزانہ بھیجا غرض
اب ہر طرف سے نسیم مراد چلنے لگی بابر نے اس خوشی مین ایک بڑا بھاری جشن کرکے تمام ملازمان
بارگاہ کو انعام و اکرام سے محظوظ و خوشدل کیا شعر

عطاے چنین کرد فرخندہ پی		کہ طی شد ز جود و کرم نام طی

بعد ازان لاہور کیطرف متوجہ ہوئے وہان اکثر سردارون و امیرون مثل محمد علی خواجہ حسین
وغیرہ نے ملازمت حاصل کی اور بہت سے لڑکر پریشان ہوئے القصہ جب لڑتے بھڑتے
دہلی کے قریب پہنچے تو شاہ عماد الملک شیرازی نے دو چار امیرون کی عرضیان کہ اوس تین
سر امر تشریف آوری و جلوس فرمائی کی ترغیب و تحریص تھی پیش کین اور بعض افغان جلوانے جو
ابراہیم کے مقرب امیرون مین تھا دو تین ہزار سوار لیکر آن ملا پھر ابراہیم سے لڑائی ہوئی اور اس
پانچوین حملے مین ظہیر الدین بابر نے فتح پائی سچ ہی شعر

چو شہ را بخت باشد یار و رہبر
سپاہش جاودان گردد مظفر

بھائی صاحب جسوقت بخت یاور ہوتا ہی اوسوقت دشمن بھی دوست بن جاتا ہی اور خود بخود تدبیرین نکلتی چلی آتی ہین اقبالمند آدمی سے کیسی ہی لغو و بیہودہ بات کیون نہو مگر وہ بھی دانائی مین شمار کی جاتی ہی ہر ایک بلا سے خود آگاہ ہو جاتا ہی ایک دفعہ ابراہیم بادشاہ کی مان نے جسکو بابر نے بڑی عزت اور توقیر سے رکھا تھا احمد چاشنی گیر اور باورچیون وغیرہ سے ملکر بادشاہ کے طعام خانے مین زہر ملوا دیا تھا جب تناول طعام سے بادشاہ کا دل گھبرانے لگا اور طبیعت مین غثیان معلوم ہوا تو کھانے سے ہاتھ کھینچا اور قی کرکے نجات پائی اور جب ان لوگون کو تشفی دلاسا دیکر پوچھا تو اونھون نے صاف اقرار کر دیا کہ ہمنے فلان شخص کے فریب مین آکر یہ بات کی تھی پھر بابر نے امتحاناً اوس طعام کو کتے کے آگے ڈالا فوراً اوسکا پیٹ پھول گیا اور تین روز تک بیحس و حرکت پڑا رہا غرض جس کسی نے اوسکو کھایا تھا بصد مشقت بچا اگر قسمت مین زندگی نہوتی تو بادشاہ کا کام تمام ہو چکا تھا اسکے علاوہ جب بادشاہ کو امرائے ہند سے اعتماد اوٹھ گیا اور ہر ایک امیر نے اپنی اپنی فوج لیکر اسکو ستانا شروع کیا اوسوقت سب نے یہ تدبیر بتائی کہ یہان سے چلدیجیے اور مضافات سندھ مین قیام کیجیے یہان تک کہ نجومیون نے بھی یہی صلاح دی کہ اب یہان ٹھہرنا تدبیر کے خلاف ہی مگر بادشاہ نے ایک کی بھی رای کو نہ مانا اور قسمت پر توکل کرکے یہ جواب دیا کہ صاحب آخر ایک روز سب کو مرنا اور اس دنیا کو چھوڑنا ہی اگر یہان سے چلے جائین گے تو کیا اپنی عمر سے زیادہ جیین گے شعر

رہا گر کوئی تا قیامت سلامت
پھر ایک روز مرنا ہی حضرت سلامت

اور اگر لڑکر مرین گے تو دین و دنیا مین مفتخر ہونگے اس بات کو سنکر سب خاموش ہو رہے اور اپنا سا منہ لیکر رہگئے اور سپاہ نے قسم کھائی کہ ہم سب آپ پر تصدق ہون گے اور یہان سے نہین ہٹین گے شعر

پھرتا ہی سیاہی سعادت سے کہین مردون کا منہہ
شیر سیدھا تیرتا ہی وقت رفتن آب مین

اب حضور ہی انصاف کرین کہ تقدیر کے بغیر کہین بھی تدبیر کام آئی یہ جواب تمام ہوا اور سوال کیجیے

سوال حضرت اگر سلطان ہمایون باتدبیر ہوتا تو کیون اپنے بھائیون کو اتنی قدرت دیکر طرح طرح کی مصیبتین اوٹھاتا چونکہ بے تدبیر اور کم فہم تھا اس سبب سے دربدر ٹھوکرین کھاتا اور دو دانکتا پھرا اور تمام عمر مین کبھی چین سے نہ بیٹھا اگر تحمل مزاج کو ترک کرتا اور اپنا وطن نچھوڑتا تو البتہ امن مین رہتا اور داناؤن مین شمار کیا جاتا شعر

ذوق ہی ترک وطن مین صاف نقص آبرو	پکتا پھرتا ہی گہر ہو کر سمندر سے جدا

جواب قبلہ ہمایون کو بیوقوف آپ ہی کی زبان مبارک سے سنا ہی آج تک کسی مورخ نے بدقسمتی کے سوا کچھ نہین لکھا معلوم نہین آپنے کیون کر نادان سمجھا ہی میرے نزدیک قطعہ

آئینہ خانے مین عالم کے سمجھ لے یہ مثال	تا تجھے جانین کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا
ہی برا تو ہی اگر آیا نظر تجھکو برا	تو ہی اچھا ہی تجھے معلوم گر اچھا ہوا

بھائی صاحب ابتدائے سلطنت مین اسنے بہت شجاعت کی اور اکثر ملکون کو مثل گجرات وغیرہ کے فتح بھی کیا سوا اسکے اور اکثر دانائیان اوس سے ظاہر ہوئین دیکھو چمپانیر کے قلعے کو جو ایک بلند پہاڑ پر بڑا مستحکم بنا ہوا تھا کس حکمت و دانائی سے فتح کیا تھا مخالفون کو اسکا گمان بھی نہ تھا کہ یہ مقام فتح ہو جائیگا مگر ہمایون نے کیا کام کیا کہ تمام فوج کو اوسکے اطراف مین چھوڑا اور رات کے وقت تین سو چیدہ جوان لیکر لوہے کی میخین گاڑتا ہوا اوپر چڑھ گیا اور دشمنون سے اوس قلعے کو چھین لیا اسکے علاوہ جس دانائی سے اوسنے بہادر شاہ والی گجرات کا خزانہ ایک شخص سے دریافت کیا تھا وہ تاریخ مین دیکھ لو اگر بیوقوف ہوتا تو یہ حکمت نہ سوجھتی مگر بعد ازان جو اسکی قسمت نے گردش کھائی تو اسکے بھائی جنکو بابر کے وقت سے اقتدار حاصل تھا برسر پرخاش ہوئے اور یہ موقع دیکھکر شیر خان پٹھان نے بھی جسکے باپ دادا کو کبھی جاگیرداری کے سوا حکومت کا حوصلہ نہین ہوا تھا قلعہ رہتاس کو راجہ ہرکشن سے بوسیلۂ دغا فتح کرکے ہمایون کے مقابلے کا سامان کیا سچ ہی شعر

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا	سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

جب ہمایون شیر خان سے لڑنے کو گیا اور بنگالے مین پونہچا تو ایسی شدت سے برسات ہوئی کہ سب ندی نالے بھر گئے اور ہمایون کے لشکر مین ایسی وبا پھیلی کہ ہزارون گھوڑے مر گئے اور لاکھون جانون کے خوف سے بے اطلاع و اجازت نوکری چھوڑ کر گجرات کی طرف چلنے لگے اور بادشاہ بھی ناچار ہو کر اکبر آباد کو متوجہ ہوا مگر اثناے راہ مین شیر خان سے لڑائی ہوئی اوسنے بادشاہ کو شکست دیکر شیر شاہ اپنا لقب مقرر کیا جب ہمایون نے وہانسے بھاگ کر گنگا مین گھوڑا ڈالا تو وہ یا بود رمیان دریا تھک کر ڈوب گیا اور تمام فوج تباہ ہو گئی شعر

حسرت پہ اوس مسافر بیکس کے رویئے جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

بادشاہ غوطے پر غوطہ کھانے لگا اوسوقت نظام سقے نے یہ حال دیکھکر بادشاہ کو مشک پر سوار کر کے بڑی جان جوکھون سے نکالا پادشاہ نے اس خدمت کے عوض مین اوس سقے کی خواہش کے موافق نصف دن کی بادشاہت دی جس مین اوسنے چمڑے کا روپیہ چلایا اور اپنی قوم کو متمول کر دیا حاصل یہ ہے کہ دو دفعہ ہمایون نے شیر شاہ سے مقابلہ کیا اور دونون مرتبہ گنگا مین ڈوب کر تیرا جب کہین ٹھکانا نہ پایا تو اس قول پر عمل کر کے ایران کو چلا گیا شعر

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن غرض شعر
چرخ مین گردش افلاک نے ڈالا اوسکو	خانہ برباد کیا گھر سے نکالا اوسکو حضرت شعر
اہل جوہر کو وطن مین سہنے دیتا گر فلک	لعل کیون اس تنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر

جسوقت ایران مین پونہچا تو وہان اوسکی بڑی خاطر اور مدارات ہوئی شاہ ایران نے اول سے آخر تک ساری سرگذشت سنی اور نہایت خوشی سے ملاقات کر کے فرمایا شعر

خوش آمدی زکجا میرسی بیا بنشین	بیا کہ میدہمت بر دو دیدہ جا بنشین

ہمایون نے شیر شاہ وغیرہ کی خصومت اور اپنی مصیبت بیان کر کے کہا کہ شعر

مژگان تر ہون یا رگ تاک بریدہ ہون	جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون
ہر شام مثل شام ہون مین تیرہ روزگار	ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہون

بھائی صاحب ایک زمانہ دشمن ہو گیا ہی کس کس کا گلہ کریں ان بھائیوں کے خون سفید ہو گئے محبت جاتی رہی شعر

کیا کہیں خاک کہیں کینہ وروں نے مارا	جان کر سیدھا سا بیچارہ مسلمان ہمکو

سلطان طہماسپ شاہ فارس نے انکو پناہ دی اور چلتے وقت دس ہزار سوار دیکر کہا کہ میں ہر طرح سے تمہارا معین و مددگار ہوں تم اپنے ملک موروثی کو حاصل کرو جب پھر قسمت مساعد ہوئی تو وہان سے فوج لیکر آیا اور اپنا ملک فتح کر کے ایسا انتظام کیا کہ تا وقت مرگ بے کھٹکے سلطنت کرتا رہا حضرت اوسکے ذکر میں تو کہیں بھی بے تدبیری کا حال نہیں دیکھا مگر حضور سے سنا ہے یہ قابل اعتبار نہیں بھائی جان جس کام کا انجام اچھا ہوتا ہی اوسکو برا نہیں کہتے ہیں شعر

قطرہ دریا میں جو ملجائے تو دریا ہو جائے	کام اچھا ہی وہ جس کا کہ مآل اچھا ہی

اور اس بادشاہ کی تو ابتدا بھی اچھی ہوئی اور انتہا بھی اچھی طرح سے گذری اس سے زیادہ کون خوش قسمت ہوگا مصرع صبح کا بھولا غنیمت ہی جو پہونچے شام کو۔ اور اس میں جو کچھ مصیبتیں اوٹھائیں وہ اسکے اختیار کی نہیں تھیں قسمت سے تعلق رکھتی تھیں سوال آپ کو معلوم ہی کہ خلائق اکبر بادشاہ کی آج تک کیوں توصیف کرتی ہی اسکی وجہ صرف تدبیر ہی کہ اوسنے ایسی ایسی تدبیریں نکالی تھیں کہ خود بخود انسان کا دل مطیع ہونے کو چاہتا تھا از انجملہ ایک یہ بھی تدبیر تھی کہ تعصب مذہبی کو پاس آنے نہ دیتا تھا اس سبب سے یہ سب کو اور سب اسکو عزیز تھے شعر

غرض کفر سے کچھ نہ دین سے تھا مطلب	تماشائے دیر و حرم دیکھتے تھے

دوسری جن راجاؤں یا امیر زادوں کا اسکو اندیشہ تھا اونکی بیٹیوں سے شادی کر کے اسقدر روپیہ جہیز وغیرہ میں خرچ کروا دیا تھا کہ آئندہ بغاوت کی طاقت نہ رہے بلکہ ایک نوع کی عزیز داری و محبت قلبی ہو گئی اسکے علاوہ اکثر محصول معاف فرمائے اور شہر کے باہر دو لنگر خانے بنوائے تھے کہ ایک میں صرف مسلمانوں کے واسطے لنگر جاری تھا اور دوسرے میں خاص ہندوؤں کو کھانا ملا کرے قبلہ اگر یہ تدبیریں نہ نکالتا اور تقدیر کے بھروسے پر رہتا تو کبھی اسکی سلطنت کو رونق نہ ہوتی جواب حضرت جو کچھ آپ فرماتے ہیں بجا ہی مگر میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر وہ اون مصیبتوں

سے جو اوسکے باپ کیوقت مین پیش آئی تھین یعنی کبھی تو کامران سے تکلیف اوٹھائی کہ اوسنے فصیل سے لٹکا دیا اور توپ سے باندھ دیا اور کبھی والدین سے جدا ہوا نہ بچتا یا بہرام خان سا خیرخواہ نہ ملتا تو کیونکر سلطنت نصیب ہوتی یہ صرف تقدیر کی خوبی ہی کہ وہ ان حادثون سے بچا اور بڑے بڑے دانا مثل ابوالفضل و بیربر وغیرہ اوسکو میسر آگئے جو ہمیشہ خیرخواہی کا دم بھرتے رہے اور کبھی یہ نسمجھے کہ اس سے بغاوت کر کے کچھ ملک دبا لین دوسرے اگر اسکی تقدیر تدبیر کی مؤید نہوتی تو کسیطرح سے یہ ممکن نہ تھا کہ ایک ناخواندہ صغیر سن لڑکا کل امور سلطنت کو سنبھالتا اور نیک نامی حاصل کرتا مگر یہ مثل مشہور ہی شعر

سرمہ ہی سفاک شہرہ ہی نگاہ یار کا — سچ کہا ہی باڑھ کاٹے نام ہو تلوار کا

اسنے بھی اپنے طالع کے زور سے ناموری پیدا کی سنو اگر بہادران بیرم خانی شجاعت نکرتے یا شاہ قلی خان محمد شاہ عدلی کے وزیر کو نہ پکڑ لاتا اور طرح دے جاتا تو ہیمون بقال ایسا نہ تھا کہ خاندان تیموریہ کا نام و نشان باقی رکھتا اول اوسنے کچھ تھوڑا زور نہیں دکھایا تھا کہ اکبر کو ستلج کے پار تک بھگا دیا مگر بادشاہ کا اقبال جو ترقی پر تھا اوسکی تدبیر کے موافق ظہور ہوا اور دہلی مین آکر عیش و عشرت مین پڑ گیا بلکہ بادشاہی کے نشے مین ایسا مخمور اور چور ہوا کہ اپنی خیر و شر کی ذرا خبر نرکھی شعر

بلا ہی نشہ سونا کہ تا قیامت آہ — سب اہل قبر اسی کا خمار رکھتے ہین

سچ ہی جو شخص نفس پروری کرتا ہی وہ ہی نامراد و برباد جاتا ہی شعر

نفس سے بے مقدور کو قدرت ہو گر تھوڑی سی بھی — دیکھ پھر سامان اس فرعون بے سامان کا

آخر کار چند روز مین سب کی تمام ہوئی اور بہرام خان نے بادشاہ کے روبرو لا کر عرض کیا کہ حضور اس کافر کو اپنے ہاتھ سے قتل کرین مگر بادشاہ نے ہرگز نہ مانا اور یہ کہا شعر

ست جلے ہمت نہین مجرم ہو گرفتار عذاب — تو نے کیا چھوڑا اگر چھوڑے گا بدلا لیکر

مگر اسنے اوسوقت خیرخواہی کے جوش مین آکر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اوسکے دو ٹکڑے ہو گئے شعر

کہتی ہے یہی بیان کو دبیر زبان قضا	لوازم دیتے ہین اوسے جسکو درم دیتے ہین

حضرت خداوند تعالی نے جسکے واسطے جو کچھ روز ازل مین لکھدیا ہے وہی ظہور مین آتا ہی شعر

بد بختی نیک بختی قلم	گردیدہ نا ہی پنہان در قلم قطعہ
قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے	جس چیز کے لائق کوئی قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ اور پروانہ کو جلنا	غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

جو شخص قسمت کا بادشاہ ہوتا ہو اوسکی بری بات بھی نیک نامی سے بدل ہو جاتی ہی راجاؤن سے خود دعا کرکے اونکی بیٹیون سے شادی کرنی یہ عین بغض و عداوت کی بات تھی گویا اونکے مذہب مین خلل ڈالنا تھا مگر چونکہ قسمت زبردست تھی سب نے اس بات کو حکمت کے موافق سمجھا اور اس رشتہ داری سے خوش ہوئے اور جو تقدیر بری ہوتی تو یہی فساد کی وجہ تھی بھائی صاحب اگر بادشاہی عقل پر منحصر ہوتی تو آج تک کوئی بیوقوف بادشاہ نہوتا آپنے قطب الدین مبارکشاہ بن علاوالدین خلجی کا حال سنا ہوگا کہ اکثر اوقات زنانی پوشاک پہن پہن کر اپنے امیرون سے گلے ملکر ناچنے گانے لگتا اور جن کتون کو افسان پاتا ہی علانیہ کرتا طوائفون کو دربار مین ننگا مادر زاد بلا کر بڑے بڑے امیرون کے برابر بٹھاتا اور اونکے کپڑون پر پیشاب کرواتا اور بازار مین بھی ننگا مادر زاد پھرا جاتا تھا ایسا بیوقوف تھا اور پھر تین برس تک سلطنت کی قطعہ

اگر روزی بدانش برفزودے	زنادان تنگ تر روزی نبودے
بنادان آن چنان روزی رساند	کہ دانا اندران حیران بماند

اکثر تاریخون مین دیکھا ہی اور سنا ہی کہ بڑے بڑے صناع اور خوشنویس اور اہل فن سے ارمان لیکر اپنی تیرہ بختی اور دنیا کی سختی سے مر گئے ہین اور ہمیشہ ثروت کی حسرت کرتے رہے کیونکہ دولت و حشمت نصیب سے ہے نہین ہونی بیٹی سے محتاج ہے الٰہی شعر

کسکے ہین زیر زمین دیدۂ نمناک ہنوز	کیا بجا سوت ہی پانی کی تہ خاک ہنوز

اور سیکڑون بیوقوف جنکو بات کرنی نہ آئے تمام کی نہین سمجھ کی جنہین ایسے دولتمند

ہوئے ہین کہ داناؤن نے اونکی خدمت مین عظمت سمجھی ہی اور اپنی اپنی کتابون مین انکی تعریف
لکھ گئے ہین بہت سے جانباز اپنے معشوق کے ناز و انداز پر مر گئے اپنا نام مٹا دیا مگر وصال تک
میسر نہوا اور بے عشق لوگون نے اونھین عاشق سوختہ نصیب ٹہرایا اور ایسے ہی مقام پر مجھے بھی اپنے ایک دو شعر یاد آئے شعر

رہی کس چشم فسون ساز کی حسرت یارب — پڑ رہے نرگس کے جو تربت پہ اوگا کرتے ہین
ہم تو پامال ہی جانان کو چھڑکتے ہین سدا — دیکھو شہدی کے مزے روز اوڑا کرتے ہین
نہین ہنسنے کی ہم ہی کی شکایت بیجا — جن کا دشمن ہو فلک وہ بھی ہنسا کرتے ہین

سوال حضرت تدبیر وہ شی ہی کہ اگر انسان اوس سے خدائی کا دعوی کرے تو بجا ہی کیونکہ اوسکے
ذریعے سے لاکھون روپے کما سکتا ہی اور اگر چاہے تو بادشاہی بھی کچھ مشکل نہین ہی جہانگیر
بادشاہ اپنی کتاب تزک جہانگیری مین لکھتا ہی کہ مجکو چند بنگالہ اور فرنگ کے بازیگرون نے
ایسے عجیب و غریب تماشے دکھلائے ہین کہ اونکے بیان سے زبان عاجز ہی اگرچہ مینے اوسکے عوض
مین مبلغ دو لاکھ روپے انعام دیے اور وہ خوش ہو گئے مگر مین اس انعام کو اونکے تماشون سے کم اور حقیر
جانتا ہون اور وہ یہ ہین کہ اونھون نے میرے پاس آکر اکثر باتین عقل کے خلاف بیان کین اور دعوی
کیا کہ ہم یہ سب کچھ دکھا دینگے مینے ایک دن دربار کا مقرر کیا اور سب امرا و ارکین سلطنت کو حکم دیا کہ فلانے
روز علی الصباح دربار مین حاضر ہو تاکہ کچھ نادر و عجیب تماشے دکھلائے جائینگے چنانچہ سب روز
معین پر آگئے اب اون بازیگرون نے تماشے دکھانے شروع کیے

پہلا تماشا بادشاہ مذکور نے لکھا ہی کہ اون مین سے ایک شخص نے میرے پاس آکر یہ بیان کیا کہ
ہمارے پاس سب قسم کے تخم موجود ہین جو درخت مطلوب ہو ہم اوسکا تخم بو کر حضور کو ابھی
پھل کھلا دین مینے یہ سنکر حیرت سے دیکھا تو دس امیرون نے میرا اشارہ سمجھکر دس قسم کے
درختون کی فرمایش کی اونھون نے فی الفور ہر ایک کی خواہش کے موافق دس قسم کے تخم بو دیے
اور کچھ اسم پڑھتے ہوئے اونکے گرد پھرنا شروع کیا اوسکی تاثیر سے درخت پھوٹ آئے اول
درخت توت جسکی خانجہان نے فرمایش کی تھی پیدا ہوا دوسرے انبہ تیسرے سیب

چوتھے جوز پانچوین نارجیل غرض اسیطرح پانچ اور بھی درخت تھے کہ اونکے پھل کے سوا
کسینے آج تک درخت نہین دیکھا تھا مین دیکھ رہا تھا کہ یہ سب درخت آہستہ آہستہ زمین سے
بلند ہونے شروع ہوئے اور طرفۃ العین مین دس گز کے قریب بڑھ گئے اور دفعتہ سب مین پھول آئے
جسمین سیب کے درخت مین تو اسقدر پھول آئے تھے کہ اوسکے سارے پتے چھپ گئے تھے جب
وہ پھول جھڑے تو مینے چنوا کر منگائے اور سونگھے تو واقعی وہ سیب ہی کے پھول تھے
پھر پھل آنے لگے مینے بچشم خود دیکھا کہ انبہ کے درخت مین کیریان آئین اور وہ رفتہ رفتہ
کمال خوش رنگ و خوش وضع آم ہوگئے اور درخت جوز کی خوشبو سے یہ حال ہوا کہ تمام
دربار معطر ہوگیا علی ہذا القیاس ہر ایک درخت مین ایک ایک قسم کا پھل لگا چنانچہ وہ
چند آم اور سیب ہمارے پاس بھی توڑ کر لائے جب اوس آم کو تراشا تو نہایت خوش ذائقہ و ریشہ
نکلا جسنے اوس آم کو چکھا یہی کہا کہ ہم نے آج تک اس ذائقے کا آم نہین کھایا تھا اور سیب مین
بھی ایسی ہی خوبیان تھین تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہون کہ اون درختون پر بہت سے اچھے
خوشرنگ جانور چہچہا رہے ہین اور طرح طرح کی زمزمہ پردازی و نغمہ سنجی مین مصروف ہین یہان تک
خوش آوازی سے بولے کہ کسی جانور سے تمثیل نہین دیسکتا ہون تمام حضاران مجلس اونکے زمزمون
پر محو ہوگئے تھے پھر ایک ساعت کے بعد اون مین خزان آئی سب پتے زرد ہو کر زمین پر
گر پڑے اور شاخین خشک ہوگئین شعر

نہ گل کو ہی ثبات نہ ہمکو ہی اعتبار	کس بات پر چمن ہوس رنگ و بو کرین

پھر وہ درخت دھنسنے شروع ہوئے اور تھوڑی دیر مین زمین مین سما گئے مین اس بات سے بہت متعجب و حیران ہوا
تماشا ۲ اسکے بعد اونھون نے ایک مٹی کی دیگ منگا کر نصف کے قریب پانی سے بھر دی تو اوس مین چاول
اوسکے اندر ڈال دیئے اور دیکھا تو پکانیکی تیاری کی باوجودیکہ اوس دیگ کے نیچے آگ کا نام و نشان نتھا
مگر سب حاضران محفل نے دیکھا کہ وہ خود بخود جوش مین آئی اور چاول اسطرح پکنے لگے کہ گویا اونکے
تلے سیکڑون من لکڑیان جل رہی ہین تھوڑی سی دیر کے بعد اوس دیگ کو کھولکر سو برتنون

مین کھانا نکالا اور دیکھا تو نہایت خوشبودار اور گداز تھا مگر طرفہ یہ بات ہی کہ ہر ایک طباق پر اوسی
دیگ کرامت مین سے ایک ایک کباب بھی نکالکر رکھدیا تھا غرض جسنے اس طعام کو چکھا تمام عمر مزا لیتا رہا
تماشا ۳ بعد ازان ایک فوارہ اپنے پاس سے نکالکر زمین پر رکھا اور تین دفعہ اوسکے گرد طواف کیا
اور وہ فوارہ دفعۃً جوش مین آیا اور اوس مین سے تقریباً دس گز پانی بلند ہوا اور ہر لحظہ مین
نئے رنگ کا نکلنے لگا یعنی کبھی تو سرخ جیسے شہاب اور کبھی زرد جیسے کیسر کا پھول
نکلتا تھا اور کبھی سبز نظر آتا تھا جیسے طوطے کے پر غرض تھوڑی دیر تک یہی سیر اور گل افشانی رہی مگر
تعجب ہی کہ اوسکا پانی مینہ کیطرح برستا تھا اور زمین نہین تر ہوتی تھی جب فوارے کو اوٹھا کر
دوبارہ زمین پر نصب کیا تو ابکی دفعہ آتش کی گل افشانی ہونے لگی اور بڑی دیر تک انار سے
چھوٹا کیے ارسطو کی آتش بازی و گل کاری کا مزا آگیا جب مین سے اوٹھالیا تو کچھ بھی نہ تھا
تماشا ۴ پھر اور تھوڑی سی کچھ ہوائیان تیار کین اور دو تیر کی بلندی پر رکھکر چلے آئے اور مجھسے عرض کیا
کہ ارشاد ہو تو اسی جگہ سے ایک ایک ہوائی کو آگ دین اور اگر زیادہ کا حکم ہو تو اوسکو بجا لائین
غرض مین جتنی ہوائیون کا حکم کرتا تھا وہ یہان سے آگ دکھاتا تھا اور وہان روشن ہوکر چھوٹ جاتی تھین
تماشا ۵ اسکے بعد وہ ایک آدمی کو میرے پاس لائے اور تلوار سے اوسکے تمام عضو کاٹ ڈالے
اور پھر زمین پر لٹا کر اوسکی گردن جدا کردی جسوقت اوس بیچارے کو ذبح کیا تو لہو کے فوارے
چھوٹنے لگے اور تمام صحن سرخ ہوگیا اسکے بعد اوسکے سب اعضا جمع کرکے ایک چادر اوڑھا دیا
اور پھر اوس چادر کے نیچے ایک آدمی گیا اور تھوڑے عرصے مین چلا آیا اور میرے سامنے آکر اوس
شخص مذبوح کو آواز دی تو وہ زندون کیطرح اوٹھ بیٹھا اور جیسا اوسکا پہلے جسم تھا ویسا ہی ہوگیا
تماشا ۶ اسکے بعد ایک شخص میرے پاس آکر کھڑا ہوا اور پھر ایک اور آیا اور اوسنے جوا کر جست کی
تو اپنے سر کے بل اوسکے سر پر کھڑا ہوگیا اور پاؤن اونچے کر دیئے پھر ایک اور نے اوچک کر اوس
دوسرے شخص کے پاؤن پر اپنا سر جمایا اور پھر تیسرے آدمی نے جست کرکے اوسکے پاؤن پر اپنا
سر قائم کیا اور بعدہ کمر اور کندھے پکڑ پکڑ چڑھنے شروع ہوئے اور اسیطرح ساٹھ آدمی ایک کے اوپر

ایک سوار ہوکر منارے کیطرح کھڑے ہوگئے اور اوس لاٹھہ کا طول بھی سوا سو گز کا ہو گیا اسکے بعد ایک
اور شخص آیا اوس نے سب سے نیچے کے آدمی کے دونون پاؤن پکڑ کر زمین سے اوٹھا لیا اور اپنے
کندھے پر رکھکر تمام صحن مین گردش کرتا ہوا پھرا یہ حال حیرت انگیز دیکھکر حاضرین متحیر تھے
کہ آلہی یہ کیا طاقت اور زور ہی کہ عقل بشری مطلق کام نہین کرتی ہے

تماشا ۷ بعد ازان چالیس آدمی چڈہی کیطرح ایک پر ایک سوار ہوے اور جسوقت سب چڑھ چکے
تو سب سے اوپر کے آدمی نے دفعتہً زور کر کے سب کو اپنے پیٹ پر الٹ لیا اور اونکو اوٹھا کر تمام
مکان مین اسطرح پھرا جیسے کوئی بغیر بوجھہ کے ٹہلتا ہی

تماشا ۸ اسکے بعد کپڑے کی تھیلی لائے اور اوسکو دونون ہاتھون مین اسطرح ملا کہ اگر ایک ذرہ
بھی اوسمین ہو تو معلوم ہو جائے پھر اوسکے اندر ہاتھہ ڈالکر دو بڑے مرغ بہت خوشرنگ نکالے
اور اونکو زمین پر چھوڑ دیا وہ دونون آپسمین لڑنے لگے اور جسوقت پر و بال کھولتے تھے تو اونکے
پرون مین سے آگ کے شعلے نکلتے تھے تھوڑی دیر کے بعد اونھون نے اہل دربار کی طرف سے
ایک پردہ روک لیا اور پھر جو اوس پردے کو اوٹھایا تو دو چکورین نظر آئین اور وہ اسطرح غل و غش
بولاکین کہ جسطرح دامن کوہ مین بے دہشت بولا کرتے ہین اسکے بعد پھر جو پردہ روک کر اوٹھایا
تو اونکی جگہہ دو سانپ جنکا قرمزی رنگ کا پیٹ ور سبز پیٹھہ تھی نمودار ہوے اور آپسمین لڑنے لگے دہشت کر غائب ہو گئے

تماشا ۹ اس تماشے کے بعد اونھون نے زمین مین ایک بڑا حوض کھودا اور التماس کیا کہ اسکو مشقون سے بھر دیجیے
جب وہ بھر گیا تو اوسکے روبرو پردہ روک کر اندر گئے اور وہان سے آکر اوس پردے کو ہٹا دیا دیکھا تو سارا
پانی برف کے مانند ایسا جم گیا تھا کہ ایک ہاتھی کو اوسکے اوپر پھرایا تو وہ باسایش سارے حوض پر پھر آیا
یہ حال دیکھکر سبکو یقین ہوا کہ یہ برف نہین ہی بلکہ سنگ مرمر کا فرش کر دیا ہی پھر اونھون نے دوبارہ پردہ
ڈالکر جو اوٹھایا تو نہ پانی تھا اور نہ برف تھی جیسا حوض کھودا تھا ویسا ہی نظر آیا

تماشا ۱۰ اسکے بعد دو خیمے منگا کر تیر بھر کے فاصلے پر دونون مقابل کھڑے کیے اور عرض کی
کہ انکے پردے اوٹھوا کر ملاحظہ فرمائیے کہ ان مین کچھہ ہی یا بالکل خالی ہین غرض سب نے دیکھا

تو اون مین کچھ بھی نہین تھا پھر دو آدمی لنگوٹیان باندھکر ایک ایک خیمے مین چلے گئے اور پردے چھوڑکر آواز دی کہ چرند اور پرند کے قسم مین سے جو جانور فرمائیے ہم حاضر کرین اور اونکو لڑا کر سب صاحبون کو سیر دکھائین یہ سنکر خان جہان نے تبسم کیا اور کہا کہ بھلا شتر مرغ کا جوڑا تو نکالو اور اوسکو لڑا کر تماشا دکھاؤ اس بات کے کہتے ہی ایک شتر مرغ اس خیمے مین سے اور ایک دوسرے مین سے باہر نکلا اور دونون باہم لڑنے لگے چنانچہ لڑتے لڑتے اونکے سر لہولہان ہوگئے اور تمام جسم زخمی ہوگیا تھا مگر ایک کو ایک نہ چھوڑتا تھا کہ اتنے مین وہ دونون آدمی خیمے کے اندر سے نکلے اور زبردستی چھوڑا کر لے گئے پھر مرزا خرم عرف شاہ جہان نے دو نیل گایون کی فرمایش کی اونھون نے دو نیل گائین بھی اسیطرح ایک ایک خیمے کے اندر سے نکالین اور وہ باہر آتے ہی اسطرح سر سے سر ملا کر لڑنے لگین کہ کبھی یہ اوسکو ریل کر دور تک لیجاتی تھی اور کبھی وہ اسکو ہٹا دیتی تھی دو گھڑی تک اسیطرح لڑائی ہوا کی آخرکار وہ انکو بھی چھوڑا کر لے گئے القصہ جس قسم کا جانور کہتے تھے اوسی قسم کا اون خیمون مین سے نکلتا تھا ہرچند عقلا اور فضلا نے غور کی مگر کسیکی سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ کیا اسرار تھا

تماشا ۱۱ اسکے بعد ایک کمان اور پچاس تیر منگائے اور اون مین سے ایک شخص نے ایک تیر چلے مین لگا کر آسمان کی طرف چلایا تو وہ اپنی حد پر پہونچکر وہین قائم ہوگیا پھر دوسرا تیر جوڑکر اوسکی طرف پھینکا تو اس تیر کا پیکان اول تیر کے سوفار مین چسپان ہوکر یہ بھی پہلے تیر کی طرح جم رہا پھر تیسرا تیر جو لگایا تو اوسکا پیکان بھی دوسرے تیر کے سوفار مین پیوستہ ہوکر وہین تھم رہا قصہ مختصر پچاسون تیر اسیطرح اوپر تلے جمکر ہوا مین معلق ہوگئے اور یہان سے وہان تک ایک لکڑی سے معلوم ہونے لگے دو گھڑی تک یہی کیفیت رہی پھر اسکے بعد ایک اور تیر جو کمان مین جوڑکر مارا تو وہ ہر ایک تیر کے سوفار کو اون تیرون کے پیکانون سے جدا کرتا ہوا چلا گیا اور وہ سب الگ الگ ہوکر زمین پر گر پڑے

تماشا ۱۲ اسکے بعد ایک طشت منگا کر اوس مین پانی بھرا اور ایک سرخ پھول ہاتھ مین لیکر عرض کی کہ حضور جس رنگ کا فرمائین یہ پھول ہو جائے یہ کہکر اوس پھول کو پانی مین غوطہ دیکر جو نکالا تو وہ زرد ہوگیا اور پھر جو اوسے ڈبو کر باہر نکالا تو آبی ہوگیا اور پھر جو ایک اور غوطہ دیا تو وہ نارنجی ہوگیا خلاصہ یہ ہے کہ اگر سو مرتبہ اوسکو غوطہ دے کر نکالا تو سو ہی دفعہ نیا رنگ ہوگیا پھر ایک سفید سوت کا موٹیہ

منگایا اور اوسکو بھی اسیطرح غوطہ دیکر کبھی سبز اور کبھی سرخ اور کبھی زرد کردیا

تماشا ۱۳ اسکے بعد ایک مربع پنجرہ منگا کر اون مین سے ایک آدمی نے اپنے ہاتھ مین اوٹھا کر بلند کردیا جب اوسکی طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتے ہین کہ اوس مین ایک بلبل ہزار داستان کا جوڑا بیٹھا ہوا خوش الحانی سے چہک رہا ہی اور جب دوسرے رخ سے دکھایا تو سبز طوطے کا جوڑا زمزمہ پردازی کرتا ہوا دکھائی دیا اور جب اوسکا تیسرا رخ پلٹا تو ایک سرخ رنگ کا جانور نظر آیا اور وہ اس مزے سے چہچہا رہا تھا کہ آج تک کسی جانور سے ایسی آواز نہین سنی تھی

تماشا ۱۴ اسکے بعد ایک پانی کا بھرا ہوا آفتابہ مانگا اور جب آگیا تو اوسکی ٹونٹی سے پانی بہانا شروع کیا کمال تو یہ ہی کہ جسقدر اوس مین سے پانی بہاتے تھے اوسی قدر لبریز نظر آتا تھا غرض کئی مشک بہ گیا اور وہ لوٹا خالی نہوا

تماشا ۱۵ اسکے بعد اون مین سے ایک شخص نے میرے روبرو آکر اپنا منہ کھولا تو اوسکے دہن مین سے ایک کالا سانپ نکلا اور جب وہ سانپ باہر آگیا تو دوسرے سانپ نے سر نکالا اور وہ بھی زمین پر گر پڑا غرض اسیطرح علی التواتر چار چار اور پانچ پانچ گز کے سانپ نکلے اور بل کھا کر آپسمین لڑنے لگے

تماشا ۱۶ اسکے بعد دس خالی مرتبان منگائے اور سبکے روبرو اونکے اوپر سرپوش ڈھانک کر کپڑے سے لپیٹ دیا گھڑی بھر کے بعد جو ہر ایک کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا تو ایک مرتبان مین شہد خالص دوسرے مین مربا تیسرے مین کھانڈ چوتھے مین ساق عروسان جو ولایت کی ایک مشہور شیرینی ہی نکالی علی ہذا القیاس سب مین نئی نئی چیزین بھری ہوئی تھین اور جب اونکو چکھا تو ہر ایک چیز نہایت خوش ذائقہ تھی

تماشا ۱۷ اسکے بعد کتاب گلستان کتب خانے مین سے منگائی اور اوسکو اوسکے جزدان مین رکھدیا پھر دم بھر کے بعد وہ نکالکر میرے ہاتھ مین دی تو دیوان حافظ ہوگیا اور پھر جو اسی طرح کیا تو اہلی شیرازی کا دیوان بنگیا غرض جتنی دفعہ اوسکو گردان مین سے نکالا اوتنی مرتبہ نئی کتاب بنگئی

تماشا ۱۸ سے عمدہ اسکے بعد اون مین سے ایک شخص نے آسمان کی طرف نگاہ اوٹھا کر دیکھا اور مجھے

کہا کہ جہان پناہ اسوقت راجہ اندر مین اور دیوون مین خوب لڑائی ہو رہی ہی مین راجہ کی مدد کرنے جاتا ہون
اور اپنی اس خوبصورت بیوی کو حضور کے سپرد کرتا ہون اگر زندہ رہا تو آکر لے لون گا اور جو مارا گیا
تو اس نیکبخت کو اختیار ہی جو چاہے وہ کرے اور جہان دل مین آئے وہان رہے یہ کہکر اپنی جیب مین سے
ایک رسی نکالی اور اوسکو آسمان کی طرف اوچھالا تو وہ سیدھی ہوا مین قائم ہو گئی اور وہ شخص اوسکو
پکڑ کر اوپر چڑھ گیا اور جب نگاہون سے غائب ہوا تو وہ رسی لہو سے سرخ ہو گئی اور اوسمین سے خون
کی بوندین ٹپکنے لگین پھر دم بھر کے بعد اوسکا ایک پاؤن تازہ کٹا ہوا زمین پر گرا اور اسکے بعد
دوسرا پاؤن بھی نیچے آن پڑا پھر دونون ہاتھ خون آلودہ فرش پر گرے اور پھر سر بھی اس
ہیئت سے نیچے آیا کہ ہنوز گلے کی رگون سے خون جاری تھا اتنے مین دھڑ بھی آن پڑا اوسکی
زوجہ یہ حادثہ دیکھکر گریہ وزاری کرنے لگی اور مجھسے عرض کی کہ ای بادشاہ مین تو اب ستی ہونگی
مجھکو ایسا خاوند ملنا مشکل ہی ہر چند دنیا کا لالچ دیا مگر اوسنے ایک بات نہ مانی اور لکڑیان منگا کر اونکی
چتا بنوائی اور اپنے شوہر کے اعضا گود مین لیکر اوسکے اندر جا بیٹھی اور آگ لگوا دی غرض دو گھڑی
کے اندر جلکر خاکستر ہو گئی اتنے مین اوسکا شوہر بھی جسکے عضو گرے تھے دفعۃً آن موجود ہوا
اور مجھکو تسلیم کرکے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ حضور کے اقبال سے اندر کی فتح ہوئی اور دیو مارے گئے
اب حضور میری زوجہ کو عنایت فرمائین اور امانت مین خیانت نکرین مین اوسکا منہ دیکھنے لگا
اور یہ کہا کہ ای شخص ابھی کا ذکر ہی کہ تیرے ہاتھ پانون آسمان سے کٹکر گرے تھے تیری زوجہ ان
سبکو لیکر ستی ہو گئی بلکہ دیکھ لے یہ اوسکی خاک کا ڈھیر پڑا ہی یہ سنکر فریاد وفغان کرنے لگا اور کہا
کہ میری جورو کو جمیلہ وشکیلہ دیکھکر لونڈی بنانے کے واسطے چھپا رکھا ہی مگر جائے تعجب ہی کہ آپسا
عادل ومنصف بادشاہ یہ خیال کرے اور ہم لوگون کو مسافر جانکر ستائے ہر چند سمجھایا کہ وہ سبکے
سامنے جلکر مرگئی ہی تیرے ساتھ کے آدمی گواہ ہین مگر اوس ہنر مند کو یقین نہ آیا اور کہا کہ اگر
حضور اجازت دین تو جہان آپنے اوسکو چھپایا ہی وہانسے پکارون مین نے ہنسکر کہا کہ تو اوسکو بلا لے
تو جانون اوسیوقت وہ میرے تخت کے پاس آیا اور اوس عورت کا نام لیکر پکارا تو اوس عورت نے فوراً

ہیرے تخت کے نیچے سے نکلکر مجھے سلام کیا مین حیران رہگیا اور شرمندگی سے کچھ نہ کہہ سکا
تماشا ۱۹ اسکے بعد ایک آدمی نے اندھیری رات مین اپنے کپڑے اوتارکر خوب گردش کی اور
پھر ایک چادر امنگا کر اوسکے اندر سے ایک ایسا حلبی شیشہ نکالا کہ وہ آفتاب کو بھی مات کیے تھا
اور کسی کو اوسکی شعاع سے آنکھہ ملانے کی تاب نہ تھی بجاے رات کے دن ہوگیا تھا اسکے
کئی روز بعد دنلن دنش منزل سے یہی خبر آئی کہ فلانی تاریخ کی رات کو آسمان سے زمین تک ایسی
روشنی ہوگئی تھی کہ کبھی دن کو بھی اتنا نور نہین دیکھا تھا واللہ اعلم دن بھین آفتاب اکٹھے ہوگئے تھے
یا نور کا پل ٹوٹ گیا تھا اور اکثر علاقوں سے یہی خبر آئی اور جب اوس تاریخ کو مطابق کیا تو اوسی تماشے
کی رات کا ذکر نکلا ہرچند مینے اس مین اختصار کم کیا ہی اور بہت سے تماشے لکھدیے ہین مگر پھر بھی
اون بازیگرون کے اکثر تماشے رہگئے دیکھیے حضرت اوسکے اکثر تماشون سے یہ ظاہر ہوتا ہی
کہ وہ لوگ مار ڈالنے اور جلانے پر قادر تھے دوسرے جس قسم کی چیز چاہتے تھے پیدا بھی کرتے تھے
ان باتون سے خالق و قادر ہونا ثابت ہی اب خدائی کے دعوے مین اور کونسی بات باقی رہگئی تھی
تو یون ہی کہ تدبیر کے آگے خدائی مشکل نہین ہی اور تقدیر کے آگے سب کچھ دشوار ہی مقدر صاحب اسکے
جواب مین قدر عافیت معلوم ہوگی دیکھو اب بھی ہمارا کہا مانوگے اور ہمکو بڑا جانوگے تو عزت
پاؤگے ورنہ ذلت اوٹھاؤگے اپنے کیے سے شرمندہ و سرافگندہ ہوگے شعر

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

بس اب دیر نکیجیے جلدی جواب دیجیے جواب ۱۲ حضرت اگر مین ہارونگا تو آپکو کس بات کا
غم ہوگا مجکو الم ہوگا کہ میری عزت جائیگی آپکی تو مراد آئیگی پلہ میں مین بھی شیخ نکا ما کیا دو دو نکا شعر

ترک مطلب نے کیا ہی سے نیاز ہاتھ کھینچا پانون پھیلاتے ہین ہم

اب حضور اسکے بھی جواب کو ملاحظہ فرمائین اور دل مین انصاف کرین آپکے سوال سے ثابت ہی
کہ اون بازیگرون نے اسقدر محنت کرکے اپنی تدبیر سے یہ کمال حاصل کیا تھا کہ اوسکے
ذریعے سے آدمی کو فریفتہ کرلیتے تھے چنانچہ جہانگیر سے بھی روالکھہ روپیہ مارکر لیگئے مین

یہ کہتا ہون کہ تقدیر وہ شی ہی جو بے منت وسماجت بادشاہی دلوادیتی ہی اور جس بادشاہ کو چاہتی
غلامونسے بدتر کردیتی ہی دیکھیے نورجہان کیسے غریب شخص کے یہان پیدا ہوئی تھی کہ
اوسنے افلاس کے مارے جنگل مین پھینکدیا تھا مگر مان کی محبت نے پھر اوسکو اوٹھوا منگایا
اور جب اوس لڑکی کی تقدیر نے پیشی کھایا تو بادشاہی کرنے لگی اور جہانگیر برائے نام بادشاہ
رہگیا تھا تمام فرمانون پر اوسیکا حکم لکھا جاتا تھا شعر

دیکھو چھوٹون کو ہی اللہ بڑائی دیتا　　آسمان آنکھ کے تل مین ہی دکھائی دیتا

اسکے علاوہ ایک اور مثال دیتا ہون شاہ جہان کیسا مدبر اور عقلمند تھا کہ کسی طرح عالمگیر
کے بس مین نہین آتا تھا ہرچند یہ ایلچی پر ایلچی بھیجکر اپنی سعادتمندی ظاہر کرتا تھا اور بار بار لکھتا تھا شعر

ہوئی کس جرم سے ہمپر یہ عنایت موقوف　　کیا خطا دیکھی جو کی خط وکتابت موقوف

مگر وہ اسکے فریب سے بچ جاتا تھا اور اولٹا اسیکو گرفتار کرنیکی تجویز مین تھا اور جسوقت تقدیر پھری
تو عالمگیر کے بیٹے محمد مرزا نے ادنی سا فریب دیکر پکڑ لیا اور بادشاہ مونہہ دیکھتا رہگیا اور کہا شعر

ہمنشین ہونا غم الفت مین جو تھا سو ہوا　　شکوہ بیجا ہی مری قسمت مین جو تھا سو ہوا

آخرکار اپنی تدبیر سے ہاتھہ دہو بیٹھا اور سب معاملہ تقدیر پر چھوڑدیا شعر

اوسی پر رہیے رضی جسطرح مرضی مولا ہی　　کہ جو مرضی مولا وہی ہان سب سے اولی ہی

بہائی صاحب شعر

مرد را طالع بدولت میرساند نے ہنر　　گنج را خسرو ربود و رنج را فرہاد برد

اب اون تماشون کا بھی جن پر آپکو بڑا ناز ہی جواب سن لیجیے اور یہ سمجھیے کہ مقدر بات بات
مین ہمین مات کرتا ہی مجکو کسی طرح کی پروا نہین ہی مین ہر حال مین خوش ہون شعر

ہم وہ آوارہ وسرگشتہ ظفر ہین کہ ہمین　　نہ تو ویرانے کی پروا ہی نہ بستی کی ہوس

کل امور دو قسم پر منقسم ہین اور ہر ایک کی دو دو قسمین ہین کوئی کام کیون نہو انسے باہر نہین ہوگا
یا وہ ممکنات مین سے ہوگا اور یا ممتنعات مین سے اب ممکنات کی دو قسمین ہین ایک ممکن العموم

اور دوم ممکن الخواص ممکن العموم اوس فعل سے مراد ہی کہ اوسپر تمام انسان وجنات وغیرہ قادر ہون جیسے حصول علم وسیر ممالک وغیرہ کہ ہر ایک اِن چیزون کے حاصل کرنے کا مجاز ہی دوسرے ممکن الخواص کہ اوس کام کو خاص خاص اشخاص کر سکتے ہین اور ہر ایک اوسپر قابض نہین ہوتا جیسے نبیون کے معجزے اور اوتارون کے کرشمے وغیرہ اسیطرح ممتنعات کی بھی دو قسمین ہین ایک ممتنع العموم کہ مخلوقات مین سے کوئی اوسپر متصرف نہو سکے مثلاً کوئی دانا یا عاقل چاہے کہ مین خدا کی ماہیت کماحقہ دریافت کرلون تو یہ ہرگز ممکن نہین ہی کسلیے کہ ہزارون خاک چھان کر مر گئے اور کچھہ نہو سکا اور اگر یہ بات دشوار نہوتی تو ہر ایک شخص بجاے خود مختار ہوتا اور اپنی موت کا آپ علاج کرلیا کرتا اور کبھی نہ مرتا شعر

موت نے کردیا ناچار و گرنہ انسان ہی وہ خودبین کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

دوسرے ممتنع الخواص کہ خاص خاص اشخاص بھی اوسپر قادر نہون مثلاً کوئی حاکم یا عامل و کامل چاہے کہ مین خدا بن بیٹھون اور اس سے بھی اچھی یا ایسی مخلوقات پیدا کرلون تو یہ بھی نہایت محال ہی اور اگر کسی کوتہ اندیش نے خدائی کا دعویٰ بھی کیا ہی تو اوسکا حال کتب تواریخ مین خوب لکھا ہی یعنی ہر جگہہ ایک سے دوسرا قوی تر موجود ہوا ہی اور اوسنے اوسکا دعویٰ توڑ دیا ہی جیسے فرعون کو موسیٰ نے ہرایا تھا اور کنس کو کنھیا نے علی ہذا القیاس ہیلا و نمرود وغیرہ کا قصہ بھی اسیطرح ہوا ہی — یہ سب تماشے بھی ممکنات مین داخل ہین ہر ایک شخص بشرط ریاضت اسپر قادر ہوسکتا ہی اور اگر یہ بات نہوتی تو وہ اتنے آدمی یعنی کوئی بنگالی اور فرنگستانی کیونکر جان جاتے یہ باتین علم سیمیا سے تعلق رکھتی ہین اگلے زمانے کے آدمیون نے ایسے ایسے طلسم بنائے تھے کہ سنکر آدمی کو حیرت ہوتی ہی اور آج تک کسیکے سمجھہ مین نہین آئے اور اونکا ذکر سننے سے تعجب آتا ہی شاید آپ میری بات کا یقین نہ لائین اسواسطے چند مثالین اور علم سیمیا کی تحقیق لکھدیتا ہون جھوٹے کو گھر تک پونہچا دینا چاہیے سیمیا اوس علم کا نام ہی کہ روح کو اوسکے وسیلے سے اپنے بدن مین سے دوسرے کے بدن

یا قالب مین پونہچا سکتے ہین اور جس شکل کی چاہین صورت بنا کر دکھا سکتے ہین اور موہوم
چیزون کے دکھانے پر بھی قادر ہوتے ہین جیسے فی زمانا فراموشن گھر مین حسب مراد
جو چاہتا ہی وہ دیکھ لیتا ہی حکماے اشراقیین نے اس علم کو ایجاد کیا تھا اور ایسے قاعدے
نکالے تھے کہ اوسکے ذریعے سے آدمی کو سیکڑون کوس پر سبق پڑھایا کرتے تھے اور
طرفۃ العین مین لاکھون کوس چلے جاتے تھے یہ علم تصفیۂ دل اور تزکیۂ باطن سے حاصل
ہوتا ہی مگر انضباط حواس شرط ہی اور جس شخص کو اس علم کا یقین نہ آتا ہو وہ اب بھی
طلسمات فرنگ پر اوسکے قواعد کے موافق عمل کر کے کچھ سیر قابل یقین دیکھ سکتا ہی
- ایک شخص فاضل نے لکھا ہی کہ مین ایک روز شاہ سلیم عرف جہانگیر کے دربار مین حاضر تھا
اور اکثر امراے نامدار بھی بسیار کھڑے تھے کہ ایک شخص مٹکا سر پر رکھے ہوئے آیا اور کہا
کہ مین کچھ سیر دکھانے آیا ہون اجازت ہو تو وہ تماشا دکھاؤن سب نے متفق ہو کر کہا کہ
اچھا آپ اپنا کرتب دکھائیے ہم دیکھتے ہین اوسنے عرض کی جتنے آدمی دربار مین موجود ہین
وہ سب اپنے اپنے لباس مین سے کچھ کچھ کپڑا عنایت کرین تو اس مٹکے کے اندر
رکھکے تماشا دکھاؤن حاصل کلام کسی نے دوشالا اور کسی نے چوغہ اور کسی نے پٹکا دیا
اور وہ ہر ایک سے لیکر اوس مٹکے مین داخل کرتا گیا باوجودیکہ اوس مین اتنی گنجایش
نہ تھی مگر اوس اللہ کے شیر نے تمام اسباب بھر دیا اور جب سب امرا پشمینہ وغیرہ دے چکے
تو باواز بلند کہا کہ مینے سب کا اسباب اس مٹکے مین تمام دربار کے روبرو رکھدیا ہی اب
جن صاحب کی جو جو چیز ہی پہچان کر نکال لین یہ سنکر ایک امیر اوٹھا اور اوسنے ہاتھ ڈال کر
دیکھا تو کچھ نہ پایا اسی طرح تمام امیر اوٹھ اوٹھ کر دیکھنے لگے مگر کسی نے بھی کوئی چیز نہ پائی
آخر وہ شخص بولا کہ یارو مینے سب کے روبرو اس تن مین کپڑے وغیرہ رکھین ہین مگر بڑے
افسوس کی بات ہی کہ کسیکو نہین پاتے اگر سب صاحبون کی اجازت ہو تو مین خود ڈھونڈ لاؤن
سب نے کہا کہ اس مین تو اوس لباس کا نام و نشان بھی نہین ہی تو کہان سے نکال لاے گا

غرض وہ بازیگر اوٹھا پہلے تو اور لوگون کی طرح ڈھونڈتا رہا اور پھر خود اوس مٹکے مین اوتر کر
غائب ہو گیا جب اس امر کو بہت عرصہ گذرا تو سب نے اوس مٹکے کو جا کر دیکھا مگر بازیگر صاحب کا پتا بھی
نہ پایا کہ زمین کھا گئی یا آسمان اوٹھا لے گیا آخر کار بعد انتظار اوس سبو کو توڑ ڈالا اور تین چار ہزار کے مال پر صبر کیا

امثال طلسمات

تواریخ مین لکھا ہی کہ مداین کے ضلع مین ایک پہاڑ کی چوٹی پر نوشیروان عادل کا مزار بنا ہوا ہی
اور وہان حکیمون نے بادشاہ مذکور کے حکم سے کئی طلسم بنائے ہین پہلا یہ طلسم ہی کہ اوس مدفن
کے گرداگرد چار مسلح سوار اس طریق سے کھڑے کیے ہین کہ اونکے ہاتھون مین ننگی تلوارین
ہین جسوقت کوئی آدمی اونکے مقابل آتا ہی تو یکبارگی وہ چارون سوار حملہ کرتے ہین اگر وہ ہٹ گیا
تو بچ گیا ورنہ ٹکرے ٹکرے کر ڈالتے ہین دوسرا طلسم یہ ہی کہ اوس گور کے تہ خانے پر چار برہنہ تلوارین
آویزان ہین اور اونکو رات دن چاک کے مانند گردش رہتی ہی اور اس زور سے پھرا کرتی ہین
کہ اگر کوئی شخص اونکے نزدیک آجاوے تو فورًا گردن اوڑ جاوے اس باعث سے کسی کی
وہان رسائی نہین ہی مگر کتب معتبرہ مین لکھا ہی کہ خلیفہ مامون رشید نے اپنے ایک مرید کی ہدایت سے
جو وہان کا قدیمی مجاور رہتا تھا اوس مقبرے کی سیر کی ہی کیونکہ اوس آدمی کو اوس طلسم کا دفعیہ یاد
تھا اور اوسکے بزرگون سے یہ علم چلا آتا تھا خلاصہ یہ ہی کہ جب مامون رشید اوس نگہبان کی
اعانت سے اوس تہ خانے کے اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہی کہ نوشیروان عادل ایک تخت
مرصع پر زندون کے مانند بیٹھا ہی اور تمام اعضا صحیح و سالم ہین کیونکہ حکما نے بہت سے
روغن ملا کر اوسکے جسم پر ملے تھے مگر جسم کا لباس جابجا سے بوسیدہ ہوکر پارہ پارہ ہو گیا تھا
مامون رشید کو اس حال سے عبرت ہوئی اور اوسیوقت ایک نئی بہت عمدہ معطر پوشاک منگا کر
از سر نو اپنے ہاتھ سے پہنائی کہ ناگاہ نوشیروان کے زانو کے تلے ایک لوح طلائی نظر آئی اور
جب اوسکو اوٹھا کر دیکھا تو یہ لکھا ہوا تھا کہ خلفائے عباسیہ مین سے ایک خلیفہ کسی وقت میری زیارت
کو آئیگا اور میرے کپڑے بدلوا کر انواع عطریات سے معطر کریگا مگر مجھے اس بات کا افسوس

آتا ہی کہ اوسوقت میرے قالب مین جان نہو گی جو مین حسب لخواہ اوسکی ضیافت کرون اگر خیرات بھی سے مینے اس تہ خانے کے بائین پہلو پر کئی خزانے صرف اوسکے واسطے امانۃً رکھوا دیے ہین وہ ان خزانون کو لیکر اپنے تصرف مین لائے اور مجکو معذور رکھے کہ مین ندون مین نہین ہون جو مہمان نوازی کی شرط بجا لاؤن غرض مامون رشید نے اوس لوح طلائی کو پڑھکر بہت تعجب کیا اور جب اون مقامون کو کھدوا تو حسب تحریر سب کچھ نکلا لکھا ہی کہ بنی عباس کے خاندان مین جب ہی سے دولت بڑھی ہی میان صاحب جب ایسے ایسے پیشین گو اشخاص نے خدائی کا دعویٰ نکیا تو اور کسکا حوصلہ ہی جو زبان سے ایسی بات نکالے شعر

کتنے مفلس ہوگئے کتنے تو انگر ہوگئے	خاک مین جب مل گئے دونون برابر ہوگئے

تفسیر بحر المواج مین لکھا ہی کہ حکیمون نے نمرود کے تخت گاہ مین ایسے سات طلسم بنائے تھے کہ وہ کسی کی سمجھ مین نہین آتے تھے پہلا یہ طلسم تھا کہ شہر کے باہر ایک حوض بناکر اوسکے کنارے پر سنگ مرمر کی بط کھڑی کردی تھی اوسکا یہ حال تھا کہ جب شہر مین کوئی بیگانہ یعنی غیر ملک کا آدمی جانے لگتا تو وہ اسقدر شور و غل مچاتی کہ تمام شہر والون کو یہ معلوم ہوجاتا کہ آج شہر مین کوئی نیا شخص آتا ہی دوسرے ایک ایسا طلسم کا ڈھول بنایا تھا کہ جسکی کوئی چیز چوری جاتی تو وہ اپنے اون آدمیون کو جن پر چوری کا گمان ہوتا تھا اوس ڈھول کے پاس لاکر کھڑا کردیتا اور اوس سے کہتا کہ تم اس پر ہاتھ مارو اور جب چور اوس پر ہاتھ لگاتا تو اوسکا نام اور پتا صاف اوس طبل کی آواز سے معلوم ہوجاتا تھا اور اگر وہ سارق نہوا تو کچھ بھی آواز نہین نکلتی تھی تیسرے ایک ایسا عجیب آئینہ بنایا تھا کہ جس شخص کا کوئی عزیز یا دوست سفر مین جاتا اور مدت تک اوسکی خبر نہ آتی تو اوسکا اسطرح حال معلوم ہوجاتا تھا کہ سال بھر مین اوس آئینہ کے دیکھنے کا ایکدن معین تھا اگر وہ روز معہود پر اوسے جاکر دیکھتا تو اوس غریب الوطن کی کماحقہ کیفیت معلوم ہوجاتی تھی چوتھے نمرود کے جشن کرنے کا ایک حوض تھا اوسکا یہ خاصہ تھا کہ اگر کئی شخص مشروبات کی قسم سے اوس مین کئی چیزین ڈالتے تو وہ سب آپسمین ملکر ایک ہوجاتی تھین اور

جب وس مین ساغر ڈالکے بھرتے تو یہ چیز خالص وسی مین آجاتی تھی مثلاً چند آدمیون نے دودھ شربت اور شہد وغیرہ ڈالا اور جب وہ خوب مخلوط ہو گیا تو اپنا اپنا پیالہ بھر لیا اور دیکھا تو جسنے شہد ڈالا تھا اوسکے پاس وہی شہد آیا اور جسنے شربت ملایا تھا اوسکے ہان شربت نکلا پانچوین ایک چشمے کے گرداگرد جو جو شہر نمرود کے زیر حکم تھے اونکا نقشہ بنا ہوا تھا جس شہر کا حاکم نافرمانی کرتا تھا اوس شہر کے نقشے پر یہ نہر جاری کر دیتا تھا اور وہ شہر اوسی سال میں غرق ہو جاتا تھا چھٹے نمرود کی بارگاہ مین ایک ایسا درخت بویا تھا کہ جتنے آدمی چارون طرف سے آوین اون سبھی کو اوسکا سایہ پہونچ جاوے یعنی اگر دس لاکھ آدمی ہون تو اونکو بھی وس ایک درخت کا سایہ کافی ہو ساتوین شہر کے باہر ایک ایسی پتھر کی شکل بنائی تھی کہ وہ درندون اور گزندون کو شہر کے اندر نہین آنے دیتی تھی کتابون مین لکھا ہی کہ جب اسطرح کے سامان نمرود کو بہم پونہچے تھے تو عبدیت سے معبودیت کا دعویٰ کیا تھا جاے عبرت ہی کہ جس شخص کے پاس ایسے ایسے حکیم اور دانا موجود ہون وہ ایک مچھر سے برباد ہو جائے اور کوئی مدد کو نہ آئے قطعہ

بلند ہمت اگر ہون نہ زیر چرخ ضعیف
ہلال عید ہو عالم کا کیونکہ روزہ کشا
جو ناتوان نکرین دستگیریے دشمن
تو خار و خس نکرے شعلے کو کبھو برپا

حضرت تقدیر کے آگے تدبیر پانی بھرتی ہی کیسا ہی افلاطون کیون نہو مگر یہان جھکا کے چلتا ہی شعر

دستِ ملتجیے گر بچشم ہشیار ہی
عالم خواب ہی یہ بیدار ہی

کیون مدبر صاحب ہم نہ کہتے تھے کہ شیخی کی نہ لو ہوش مین آئو سیدھی سیدھی گفتگو کرو شعر

ٹیڑھے بانکو نکو پسند آتی ہین ٹیڑھی باتین
اے ظفر اپنا تو انداز ہی سیدھا سیدھا

ایسا نہو کہ ڈھول کی آواز خول کی گواہی سے رہا سہا اعتبار جاتا رہے حقیقت کھل جائے بڑے بول کا سر نیچا ہی اب بھی تدبیر کی پاسداری چھوڑو ہمارے آگے ہاتھ جوڑو تو کچھ نہین گیا ہی اور جب ذلیل ہو گئے تو بہت ذلیل ہوگے بغلین جھانکو گے رستا کو گے آخر کہان تک بھاگو گے شعر

جواب ست آنکہ من گفتم نہ جنگ ست
کلوخ انداز را پاداش سنگ ست

ای مدبر ہین وانا و شمن نادان دوست سے بہتر ہون شعر

تو سے مجھے نرکھہ غبار جی مین	آوے بھی اگر ہزار جی مین

اعتذار جناب مقدر الدولہ صاحب اب اِس تقریر سے معاف فرمائیے اور مجھہ عقلی یا علمی گفتگو کیجیے جو اوس سے کوئی بھی عقلمند تجاوز نکر سکے اور پھر آپکا فیصلہ ہوجاے جواب حضرت بہت مناسب ہی مگر اِس گفتگو مین بندہ سوال کریگا اوس مین حضور نے کیے تھے اور نیازمند نے جواب دیے تھے فقط باب اول تمام شد

باب دوم در مناظرۂ علمی و عقلی موسوم بہ سیر دانش

رباعی علم ظاہر رنگ رسم و طور ہی	علم باطن عقل و فکر و غور ہی
ہی بقبض عقل کل علم لدن	اِس بیان پر اتفاق دور ہی

سوال مقدر حضرت یہ مقدر الدولہ آپکا حریف جزو ضعیف التماس کرتا ہی کہ حضور پہلے لغت و اصطلاح کے بیان سے آگاہ فرمائین اور اوسکے بعد تدبیر لغوی و اصطلاحی معنی مع تعریف مفہوم ارشاد کرین تا کہ بندہ اوسکی حقیقت سے واقف ہوکر تقریر کرے اور نیز جواب ہی کسواسطے بھی گنجایش ہو حاصل مطلب یہ ہی کہ اِس خدمت کو بسط کے ساتھہ بیان فرمائیے کہ پھر آپکو اوس سے تجاوز نکرنا پڑے

جواب ملہ بر قبلۂ عالم یہ مدبر الدولہ آپکا مخالف سارے جہان کا محسود تحقیق لغت و اصطلاح کے بیان کرنے پر موجود ہی اوسکا کان لگاکر سنیے بیان لغت حضرت کسی قوم کی کوئی بولی کیون نہو اوسکو لغت کہتے ہین کیونکہ جو کچھہ اِس زبان کے واضع نے اون لوگون کو سمجھا دیا ہی کہ ہمنے یہ لفظ خاص اسواسطے وضع کیا ہی وہ ابھی پر عمل کرتے ہین اور اصطلاح مین اون الفاظ سے مراد ہی کہ جنکے معنی مشہور نہون مگر لغت اور اصطلاح مین کچھہ نکچھہ تناسب ضرور رہتا ہی جیسے چراغ سحر کہ اِسکے معنی صبح کا چراغ ہین اور اصطلاح مین اِس سے قریب الزوال مراد ہی مثلاً کہتے ہین کہ فلان شخص چراغ سحری ہی یعنی منتظر ہی بجھنے کو ہی

عنقریب نابود ہو جائیگا علی ہذا القیاس آفتاب لب بام وسرکوہ وغیرہ

بیان اصطلاح اِسکے لغوی معنی ہم صلح کرنیکے ہین مگر اصطلاح مین ایک گروہ کا متفق ہوکر معنی موضوع کے علاوہ اور معنی مقرر کر لینا ہی کہ ہم اِس لفظ سے یہ مراد رکھین گے جیسے کہتے ہین کہ ہم اوسکے

پنہنچے مین ایسے پھنسے کہ ہمارے چھکے چھوٹ گئے یعنی ہم ایسے کے قابو مین آئے کہ ہمارے ہوش جاتے رہے اب تدبیر کے لغوی و اصطلاحی معنی سمجھیے لغت مین تدبیر کے اتنے معنی لکھے ہین غور کرنا نیک انجام سوچنا کسی کام مین پڑنا اور اصطلاح مین اوس تجویز سے مراد ہے کہ آدمی اوسکے وسیلے سے آفات بوقلمون سے بچے اور جو کام مشکل ہو اوسکو آسانی کر سکے یا کسی کام کے تمام ہونے سے پہلے اوسکا نتیجہ سوچے اور پھر اوسی کے موافق کرے علم مخلوقات اور تجربہ کاری بھی اسی پر منحصر ہے جتنے حکما و عقلا یا مہندس و منجم ہوئے ہین وہ سب اسکی پیروی کرتے آئے ہین اور اسی کے ذریعے سے ساری خدائی کا علم حاصل کیا ہے جیسے علم طب کہ اس سے صحت بدنی متصور ہے اور علم جر ثقیل کہ اس سے آسایش محنت نظر آتی ہے علی ہذا القیاس علم ہیئت و حکمت و منطق و سیمیا و کیمیا وغیرہ کہ یہ سب تدبیر سے متعلق ہین اور ہر ایک سے کثیر فائدے نکلتے ہین قطعہ

ہر آن کسے کہ کند پیروی اہل خرد	بہیچ وجہ ملامے بجال او نرسد
باب تجربہ چون گرد فتنہ بہ نشاند	غبار نقص بروے کمال او نرسد
بناے رفعت اگر بر اساس حزم نہد	خلل برتبۂ جاہ و جلال او نرسد

اور اس آپ کے عاجز مدبر نے یہ معنی سمجھہ رکھے ہین کہ تدبیر خاص فکر سالم ہے اور وہ کسیطرح غلطی پر نہین ہوتی ہے کیونکہ یہ میزان عقل ہے اور اس سے ہزارون مشکل عقدے ادنی تامل مین حل ہو جاتے ہین اور فکر وہ دریاے زخار ہے کہ کسی نے اسکی انتہا نہین پائی واقعی جو شخص اسکا غواص ہوگا وہ بڑا ہی عالی حوصلہ ہوگا کیسی ہی کیسی سخت بلا یا جفا کیون نہ پہنچے مگر وہ ہمیشہ شاد اور خندان نظر آئیگا اور اپنی عقل دوربین کے بھروسے پر کبھی ناامید یا ہراسان نہوگا قطعہ

باستواری اندیشہ کوش در تدبیر	کہ از تردد و وسواس صد خلل زاید
ثبات راے نماید خیال کار درست	در آب جنبان صورت درست ننماید

البتہ جو شخص غفلت شعاری اختیار کر کے تقدیر کے بھروسے پر رہیگا اور بے تامل و فکر

کوئی کام کریگا تو بیشک ناتجربہ کارون مین شمار کیا جائیگا قطعہ

بادل گفتم چو از خضر شادنۂ	وز بند زمانہ یکدم آزادنۂ
در تجربہاے دہر استادان را	شاگردی کن دلاکہ استادنۂ

اور عدم مراد یا نزول واردات پر نہایت حیران و پریشان نظر آئیگا اور کہیگا قطعہ

دنیا مین نہ اپنی کوئی حسرت نکلی	ایذا غ کسی سے بھی نہ حاجت نکلی
جانا تھا کہ نکلے گا ابھی سے کچھ کام	خود وقت کی محتاج قیامت نکلی

کیونکہ جس بات کا اوسکو نصیب سے اعتبار تھا اوسکے خلاف ظہور مین آیا اب کونسی بات کی امید رہی جو اوسکی طرف متوجہ ہو کر اپنے دل و ردمنزل کو قرار دے شعر

دشمنی از عقل محنتہاے بسیار آورد	تخم غفلت ہر کہ کارد رنج دل بار آورد

حضرت جو کچھ مینے سمجھا تھا سو عرض کر دیا اب حضور بھی تقدیر کے لغوی و اصطلاحی معنی بیان کر کے اپنی راے سے مطلع فرمائین جواب مع سوال قبلہ حاجات تقدیر کے لغوی معنی اندازہ کر نیکے ہین یعنی وہ اندازہ جو خداے تعالی نے مخلوقات کے واسطے ازل مین کیا ہی اور تا ابد اوسکے موافق ہوگا اوسکو مقدر یا نصیب کہتے ہین اور اصطلاح مین اوس کام سے مراد ہی کہ وہ حسب نوشتۂ ازلی وقتاً فوقتاً یا موقع بموقع ظہور مین آتا ہی سچ ہی مصرع انچہ در لوح نوشت است ہمان خواہد بود۔ اکثر آدمیون کو دیکھا ہی کہ جب انکی تدبیر سے بظاہر کوئی کام بن پڑتا ہی تو اپنی عقل کی تحسین و آفرین کرتے ہین اور جب کوئی کام بگڑ جاتا ہی تو تقدیر کے حوالہ کر کے ہو بیٹھتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ بگاڑ اور سنوار دونون مقدر پر منحصر ہین تقدیر کے بگاڑ کی کچھہ تدبیر نہین ہوتی یہان عقل کے بھی پر جلتے ہین شعر

رضا بحکم قضا گر دہیم و گر ندہیم	ازین لکمند نشاید بشیر مردی رست

اگر تقدیر کوئی چیز نہوتی تو حکماے عاقل و عقلاے کامل کسی بلا مین نہ مبتلا ہوتے اور جتنے ارازل و اسافل یا جاہل و غافل ہین ہمیشہ اپنی جہالت اور حماقت سے کسی مرتبے پر نہ پہونچتے

پس قسمت وہ شی ہی کہ ہزارون ما اناؤن کو ناچار اور لاکھون جاہلون کو ذی وقار کر دیتی ہی قطعہ

گنج شاہی دہند دونان را	بہنر پیشہ نیم نان ندہند
سفلہ بر صدر و اہل دانش برا	بغلط رہ بر آستان ندہند

کسی حکیم کو اپنی موت کا علاج کرتے ہوے نہین دیکھا اگر اونکے علاج معالجے مین فکر کامل یا غور سالم نہین کرتے تھے تو کیا اپنے واسطے بھی طبیعت پر قادر نتھے اور جب طبیعت کی کیفیت پر قابض نہوے اور اوسکا تدارک نہ کیا تو پھر یہ حکمت کس کام آئیگی اگر حکمت کو خدائی کارخانون مین دخل ہی تو آپ سنگ یا پتھر مین وہ کیفیت کیون نہین پیدا کر لیتے جو اقسام نباتات مین پائی جاتی ہی تاکہ پھر کسی چیز کے بونے جوتنے کی حاجت نہ پڑے اور خلائق کے واسطے بہبودی کی صورت نظر آئے نہ بارش کی حاجت ہو نہ قحط کا دھڑکا سبب حضرت یہان علم کیمیا و سیمیا سب دھرا رہجاتا ہی قطعہ

ہمہ فیلسوفان یونان و روم	ندانند کرد انگبین از زقوم
توان پاک کردن ز زنگ آینہ	ولیکن نباشد ز سنگ آینہ
بکوشش نروید گل از شاخ بید	نہ زنگی بگرمابہ گردد سفید
چہ داند طبیب از کسے رنج برد	کہ بیچارہ خواہد خود از رنج مرد
چو تیر دے نگردد خدنگ قضا	سپر نیست مر بندہ را جز رضا

علماے متقدمین کے قول سے ثابت ہوتا ہی کہ دنیا مین کل آٹھ قسم کے آدمی ہین اون مین سے پانچ قسم کے تو مصلحت کی رو سے افضل و اعلی ہین جنکو مردان خدا کہتے ہین اور باقی تین قسم کے آدمیون کو اہل دنیا کہتے ہین اون مین سے دو قسم کے آدمی تو عقلاے زمانہ کہلاتے ہین اور ایک قسم کے نادانون مین شمار کیے جاتے ہین اور جب انکی تعریف پر نظر کی جاتی ہی تو جو اچھے ہین وہ تقدیر کے پیرو پائے جاتے ہین اور جو برے ہین وہ تدبیر کے فرمان بردار معلوم ہوتے ہین پہلے مردان خدا کی مجمل تعریف لکھتا ہون اور ایسے بہت کم دیکھنے مین آتے ہین پہلے صالح اول اور خیر اندیش نیک فرجام سے مراد ہی کہ وہ رحمت عامہ ایزدی کو کسی قوم یا

جماعت پر مخصوص نسمجھے اور اپنے کو آلائش خواہش سے بری رکھے شعر

جمع ہین افراد عالم ایک ہین	گل کے سب اوراق برہم ایک ہین

اور یہ جانے کہ ہم جس لائق تھے اوسیکے موافق پیدا ہوے ہین اب ہمکو اسکے تغیر و تبدل
کا کچھ اختیار نہین ہی جو کچھ کرتا ہی وہ خدا ہی کرتا ہی بے اختیاری پر تاسف کرنا انصاف
عبدیت سے بعید ہی یہ سمجھکر اپنے سب کاروبار خدا پر چھوڑے اور اوسپر عمل کرے شعر
اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا — سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے
صالح دوم وہ صاحب نصیب ہی کہ دوست و دشمن اور اپنے بیگانون کو یکسان جانے
اور ایک ہی طرح سب کے ساتھ پیش آئے جو بات اپنے حق مین بری سمجھے دوسرے کے
لیے بھی اچھی نہ جانے صالح سوم اوس ارجمند سے عبارت ہی کہ اگر سب بحث پیش
نہ آئے تو خداوند تعالی کی خوشنودی کو عین اپنی رضامندی تصور کرے اور کسیطرح چین نہ ہو
صالح چہارم وہ نیک ذات بے تعصب ہی کہ رحمت شاملۂ الٰہی کو کسی گروہ خاص پہ تو منحصر
کرتا ہی مگر مخالفین کی تردید اور اہانت کو برا جانکر طعنہ زنون سے محفوظ رہتا ہی یہ طریقہ بھی
صلح کل سے باہر نہین ہی صالح پنجم وہ سعادتمند سادہ لوح ہی کہ اگر اوسکو مجب کل یار ضائے کل
یا صلح کل کا مرتبہ حاصل نہین ہوا یعنی اتنی سمجھ نہین ہی تو جو کچھ اگلون نے خواہ اپنی عقل
اور خواہ تقلید سے بیان کیا ہی بے دخلت رہا اوس روش خاص کی پیروی کرے جو اونکے
نزدیک اچھا ہی اوسے بے دھڑک عمل مین لائے اور جو بات اونکے خلاف ہی اوس سے اجتناب
کرے اگرچہ آپ ان پانچون کو نہین مانینگے مگر مینے آٹھ قسمون کو تصدیق کے واسطے انکی
تشریح لکھدی ہی اب دنیاداروں کی قسمین لکھتا ہون اول حزم اوس ہوشیارون کے ہوشیار
سے مراد ہی جو قبل از وقوع واقعہ گردش آسمانی سے بیخبر نرہے اور حتی الوسع ایسے امور
بد سے جو اوسکے حق مین مضر ہون احتراز کرے اور جو اسپر بھی کوئی واردات پیش آئے
تو باوجود قدرت اوسکے دفع کرنیکی تدبیر سے باز رہے اور مشیت نازلہ پر صابر و شاکر ہوکر

رضا و تسلیم اختیار کرے جیسے جلال الدین اکبر بادشاہ کے ذکر سے یہ بات ثابت ہوتی ہی
حازم اوس دانشمند کو کہتے ہین جو قبل از وقوع واردات باوجود بے اختیاری و اضطراب
اوسکے دفعیہ مین کوشش کرے اور اِس تدبیر ناشایستہ کے گمان پر مطمئن ہو بیٹھے اور بعد
از وقوع حادثہ مضطر ہوکر تدبیر سے ہاتھ اوٹھائے اور پھر تقدیر سے بہتری کی امید پر
توکل اختیار کرے اور اوس سے اپنے دل کو تسلی دیتا رہے جیسے شاہ جہان کے حال مین بات
پائی جاتی ہی یہ دونون گروہ عقلاے زمانے مین شمار کیے جاتے ہین عاجز اوس بیچارے
بے پروا سے مراد ہی جو قبل از ورود حادثہ کچھ فکر یا تدارک نکرے اور اپنی ذات کو ہر ایک
طرح کی خیر و شر پر قادر سمجھکر جس کام مین چاہیے مبادرت کرے اور بعد از نزول بلا طرح طرح کی کوشش
مین سرگرم ہو اور بعدہ تقدیر کے حوالہ کرکے عجز اختیار کرے جیسے بہادر شاہ خاتم خاندان
تیموریہ کے بیان سے جسکا اِس کتاب مین ذکر نہین لکھا ہی ظاہر ہوتا ہی اب اسکے سمجھنے کے
لیے ایک چھوٹی سی حکایت لکھدیتا ہون حکایت ایک تالاب مین تین مچھلیان سکونت پذیر
تھین قضاے کار ایکدن شام کے وقت کوئی ماہی گیر ادھر جا نکلا اور اوس تالاب کو دیکھکر
چلا آیا ایک مچھلی نے اِس حال سے مطلع ہوکر باقی دو مچھلیون سے کہا کہ مین اب اپنا رستہ لیتی ہون
جسکا جی چاہیے میرے ساتھ چلو یہان کچھ آفت آنیوالی ہی اور زیادہ کہنے کی مجھے فرصت
نہین ہی جو بالتصریح بیان کرون جب یہ ایک نہر مین سے تیر کر جانے لگی تو اون دونون
مین سے ایک اسکے ہمراہ ہولی اور تھوڑی سی دور جاکر کہا کہ تو صرف ماہی گیر کے ڈر سے
بھاگی جاتی ہی اور یہ جانتی ہی کہ وہ یہان ضرور آئیگا کچھ بلا لائیگا اری کم بخت
اگر وہ نہ آیا تو مفت مین وطن سے بے وطن ہونا پڑا کہان کہان در بدر خاک بسر ٹھوکرین
کھاتے خاک اوڑاتے پھرین گے دیکھہ اب بھی واپس چلی آور نہ تجھے اختیار ہی مین تو
اولٹی جاتی ہون غرض اسکے آتے ہی ماہی گیر نے جال پھینکا اور یہ دونون اوس مین
پھنس گئین جو مچھلی اولٹی پھر کر آئی تھی اوسنے فوراً آپ کو مردہ بنا دیا اور ظاہر مین حسرت کے

ہوگئی کہ اب جو کرے سو ہوں اور تیسری ماہی تڑپنے لگی اور خوب ہاتھہ پاؤن مارے
کہ شاید اس بلا سے نکل جاؤن مگر کچھہ نہو سکا اوس ماہی گیر نے بھی اسکو تو پکڑ لیا اور اوسکو مردہ سمجھکر
اولٹا تالاب مین پھینک دیا اسنے تو اس بلاے ناگہانی سے نجات پائی اور وہ اپنی کوشش
سے گرفتار ہوئی اس حکایت کا نتیجہ ہی کہ احزم نے تو پہلے سے اپنا بندوبست کر لیا اور
حازم نے تقدیر پر شاکر ہوکر مردگی اختیار کی اور رہائی پائی اور عاجز نے عین وقت پر تدبیر
کرنے سے اپنی جان دی اور مفت مصیبت اوٹھائی — نہین معلوم آپ نے کون سے
آدمیون کو عقلمند تصور کیا ہی کہ وہ سراسر تقدیر کے خلاف برسر مصاف ہین اگر آپ
عقل کی تعریف بیان فرماکر اوسکا ذکر چھیڑین تو بہتر ہی تاکہ مین بھی اوس سے واقفیت
حاصل کرون اور دیکھون کہ آپ کی عقل سب سے جدا یا کسی مذہب کے موافق ہی فقط

مدبر حضرت بیشک اقسام مردم کے بیان سے تقدیر کی پاسداری پائی جاتی ہی مگر مین
اس گھڑت کو کب مانتا ہون کسواسطے کہ ان مین سے بعض کی تعریف اہل حکمت کے خلاف ہی
وہ انسان کی عادت کو طبیعت ثانیہ لکھتے ہین اور عادت کے زائل اور پیدا کرنے پر ہر ایک
بشر قادر ہی اور یہان مردان خدا کی تعریف مین ہر ایک برائی اور بھلائی کا خدا فاعل قرار پایا ہی
اگرچہ اس اعتراض کا جواب اوس عبارت سے نکلتا ہی کہ وہ نہایت عجز اور غایت انکسار سے
اپنے نفس کو کسی خیر وشر کا فاعل نہین تصور کرتے ہین کہ اس مین سوء ادب و نفس پروری
ہی اور اگر یہ بات اختیار کرین تو موحدون کی شان مین بٹا لگے شعر

جہان علم توحید کی گفتگو ہے	نہ یہ ہے نہ وہ ہے نہ مین ہون نہ تو ہے

یہ عین انکے اعتقاد کی مضبوطی ہی اور استحکام عقیدت مین سب کچھہ موجود ہی مگر دنیادارون
کے نزدیک اس مین بہت اختلاف ہی اور مین ان لوگون کی گفتگو پسند کرتا ہون کہ انسے اٹھہ پہر
کام پڑتا رہتا ہی آپ اون لوگونکی پیروی کرتے ہین آپ کو مبارک رہے مجھسے تو عقل کی تعریف
سن لیجیے عقل کے لغوی معنی (پاؤن مین بندھن باندھنا) ہین چونکہ خرد طبیعت کے افعال ذمیمہ کی

طرف جانے سے روکتی ہی اس سبب سے اسکو عقل کہتے ہین اور حکما کا یہ قول ہی کہ ترکیب
عناصر سے جسم پیدا ہوا اور ہر ایک عنصر نے حواس خمسۂ ظاہری مین اپنی قوت پونہچائی
اور جب وہ قوت دماغ مین داخل ہوئی تو اوس سے حواس باطنی پیدا ہوئے اور ان سبکے لب لباب
سے نفس بنا اور اوس سے دو خواص ایک گرمی یعنی حرارت غریزی دوسرے نور کہ اوس سے عقل مراد ہی
ظاہر ہوئے اور بعضون نے لکھا ہی کہ عقل مادے سے بری اور نور الٰہی مین داخل ہی بلکہ عقول عشرہ مین
سے یہ بھی ایک فرشتہ ہی اور عوام الناس کے اصطلاح مین عقل اوس قوت افضل المخلوقات
وحل مشکلات سے عبارت ہی کہ وہ بمنزل بینائی چشم آدمی دل مین رہتی ہی اور اوسکے ذریعے
سے حق و باطل و نیک بد کی تمیز ہوتی ہی اگر اوسکو کلید معرفت کہین تو بجا ہی کسلیے کہ اسیپر تمام
امور کا مدار ہی اور مین تدبیر اسی عقل سے مراد رکھتا ہون اب حضور فرمائین کہ یہ بھی خطا پر ہو سکتی ہی
یا نہین میرے نزدیک بغیر اسکے کوئی کام نہین چلتا ہی اشعار

از خرد امداد گر جوئی رواست | زانکہ عقل آئینۂ صنع خداست
از خرد سامان بگیرد کارہا | وز خرد آسان شود دشوارہا
حجت عقل ست ملت را مدار | معنیش برہان و صورت ذوالفقار
عقل باشد گوہر اندیشہ زا | عقل باشد سوے مقصد رہنما
گر نہ خورشید خرد تابان بدے | خوب و زشت اندر جہان یکسان بدے
گر نہ گشتے عقل میزان ہنر | سنگ گشتے ہم ترازو با گہر

جو اشخاص اس عقل کے مقلد ہین مین اونکو اہل دانش مانتا ہون ۔ حضرت جسطرح آدمی کی
کئی قسمین ہین اسیطرح ہر ایک قول و فعل بھی چار طرح پر خیال مین آتا ہی ایک[1] یہ کہ اول بھی
خراب اور آخر بھی خراب جیسے ملکات ردیہ یعنی حسد[1] بغض[2] بخل[3] حرص[4] کذب[5] غضب[6]
بیحیائی[7] تکبر[8] وغیرہ دوسرے[2] یہ کہ اول بھی اچھا اور آخر بھی اچھا جیسے ملکات فاضلہ یعنی
حکمت[1] شجاعت[2] عفت[3] عدالت[4] وغیرہ تیسرے[3] یہ کہ اول خوب اور آخر خراب جیسے

لہٰذا خذ نفسانی اسراف اضطراب وغیرہ جو ایسے تھے یہ کہ اول برا اور آخر اچھا ہے جیسے صبر
قناعت بردباری زحمت اوستاد نصیحت والدین علی ہذا القیاس ور ایسی قسم کی
باتین پس ان مین سے جس قول یا فعل کے اول اور آخر مین راحت متصور ہی یا اوسکی ابتدا مین
طبیعت کو انقباض اور انتہا مین انبساط ہی تو ہم اس قسم کے قول و فعل کو عین تدبیر یا موافق
تدبیر کہتے ہین کیونکہ تدبیر ایک ایسے بندوبست کا نام ہی کہ اوسکا نتیجہ اچھا ہو اور جو شخص اسکے
خلاف ہی وہ بیوقوفون مین شمار کیا جاتا ہی اگرچہ تقدیر بمنزل فرمان شاہی مانی جاتی ہی مگر تدبیر
مہر فرمان کہلاتی ہی جبتک کسی حکم یا پروانے پر حاکم کی مہر یا دستخط نہین ہوتے ہین وہ ہرگز جاری
ہونیکی صلاحیت نہین رکھتا ہی اور اگر بالفرض جاری بھی ہو تو کسی کے نزدیک قابل سماعت
و لائق اعتبار نہین ہی یہان بھی تدبیر مقدم ہی اور تقدیر موخر غرض دونون لازم ملزوم ہین
دوسرے یہ کہ اکثر مردان خدا سے جو ہمہ تن تقدیر کے مقر ہین یہ بھی سننے مین آتا ہی کہ قیامت کے دن
حساب ہو کر ہر ایک کے اعمال کے موافق عمل درآمد ہوگا اے حضرت اگر خیر و شر مقدر پر موقوف ہی
تو پھر کس بات کا حساب لیا جائیگا کیا ظلم کیا جائیگا اس بات سے معلوم ہوا کہ بیچارے
ناکردہ گناہ مفت گرفتار عذاب ہون گے کیا اتنی بھی زبان نہوگی جو بقول سرمد علیہ الرحمہ
یہ قطعہ سنائین آپ بھی غضب الٰہی سے بچین اور سبکو بچائین قطعہ

بروز حشر الٰہی چو نامۂ عملم	کنند باز کر آن روز باز خواہ من ست
بکن مقابلہ آن را بسر نوشت ازل	اگر زیادہ کمی باشد آن گناہ من است

اور تمہارا قول ہی کہ خداےتعالی کی عدالت مین کسی طرح کی بے انصافی نہین ہی یہان تو انصاف بالاتفاق [illegible]
مصرعہ رہی یہ گر سود و زیان ہی　　تو جتنے یان کچھ کھویا سو پایا
اور اگر ہر ایک کو از روے حق نیکی و بدی کی پاداش دیجائیگی تو یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ جسنے
تدبیر و تامل سے کوئی کام کیا ہوگا وہ ہی جزاے نیک کا مستحق ہوگا اور جو شخص تقدیر کے بھروسے
پہ ہر ایک کام مین قدم انداز ہوگا اوسکو اس جہالت کی سزا دیجائیگی اور ہمارا تو یہ مذہب ہی

جیسا کوئی کرے گا ویسا پائیگا شعر

بے سیاہی نہ چلا کام قلم کا اے ذوق	رو سیاہی سر و سامان ہے سیہ کاروں کا

ہاں آپکے دل میں آئے سو کریں آپکے پاس معافی کا پروانہ (جسکو آپ نصیب کہتے ہیں) موجود ہے
مصرع آپ جو چاہیں کریں آپکی بن آئی ہے — امیدوار ہوں کہ ہر ایک سوال کا علی الترتیب
وافی اور کافی جواب عنایت فرمائیں تاکہ میری ان خیالات فاسدہ سے تشفی ہو اور آپکو دعا گو
مقرر حضرت اب ترتیب وار ہر ایک بات کا جواب باصواب سنتے جائیے آپنے اس عقل
کی تعریف تو بیان کی مگر قسمیں نہ جانیں سو اب مجھسے سن لیجیے اور اپنے گریبان میں منہ ڈالیے
— جتنے ذی روح ہیں اون میں دو قسم کی عقل ہے ایک ذاتی دوسری خارجی ذاتی وہ ہے کہ ہر ایک
جنس یا صنف کی سرشت میں ہر حال اور ہر وقت میں موجود رہتی ہے اور وہ کسیطرح زائل نہیں ہوتی
بے فکر و تامل سب پر عمل ہوتا ہے جیسے کا بطش کہ اگر اسکے بچے کو پیدا ہوتے ہی پانی میں چھوڑ دیں
تو وہ بغیر سکھائے اپنے او ہمجنسوں کی طرح عقل ذاتی کے وسیلے سے تیر کر نکل آئیگا اور ایک ایسی مثل
بھی مشہور ہے کہ مچھلی کے جائے کو تیرنا کون سکھاتا ہے یعنی وہ سیکھا سکھایا پیدا ہوتا ہے دوسری
مثال یہ ہے کہ جسوقت کتا بالغ ہو جاتا ہے تو خود بخود ٹانگ اوٹھا کر پیشاب کرتا ہے اور اگر کسی انسان
کے بچے کو درندوں میں پرورش کریں تو کبھی اوس سے اس بات کی امید نہیں ہوگی کہ اونکی طرح خود بخود
تیرنے یا شکار کرنے لگے اور اپنے ماں باپ کی سی بھول کر بھی کوئی حرکت نہ کرے بلکہ ضرور ہے کہ اوس
سے ایک ایک انسان کیسی حرکت صادر ہو اسکو عقل حیوانی بھی کہتے ہیں اور یہ کل افراد میں
علی قدر مراتب موجود ہے دوسری عقل خارجی کہ یہ خاص انسان کے واسطے مخصوص ہے اور عقلائے متقدمین
نے اسکی دو قسمیں لکھکر پھر چار قسم پر تقسیم کیا ہے یہ عقل انسانی تجربہ کاری و مشاہدہ صنعت
باری پر منحصر ہے اسے عقل انسانی بھی کہتے ہیں اور اسکی پہلی دو قسمیں یہ ہیں ایک قوت نظری
یعنی بقدر طاقت بشری حقائق اشیا کا یہاں تک دریافت کرنا کہ مصنوع سے صانع کو پہچان لے
دوسری قوت عملی یعنی افعال برگزیدہ و اقوال حمیدہ کا اختیار کرنا تاکہ نفس کو اخلاق

پسندیدہ کی عادت ہو اور باقی چارون قسمین یہ ہین اول ذکا کہ افزونی ادراک سے نفس ناطقہ کو یہ قوت ہو جائے کہ اندک توجہ مین تمام مقدمات پر عبور کر کے نتیجہ دیکھ لے دوم صفائی ذہن یعنی استخراج مطالب مین یہ استعداد و ملکہ حاصل ہو کہ بے تشویش و اضطراب اپنا مقصد نکال لے سوم حسن تعقل کہ وہ خطا و سہو سے محفوظ رہتا ہی چہارم تحفظ یعنی صور معقولہ محسوسہ کو اسطرح پر ضبط کرے کہ جسوقت اونکے ملاحظہ کی حاجت ہو تو سب معاملات باسانی پیش نظر ہو جائین — اگر تدبیر عقل حیوانی سے مراد ہی تو یہ سب مین پائی جاتی ہی پس آپ مین اور جانورین کیا فرق ہی جو اوس سے آپ کی فوقیت ہا ہین اور جو آپ عقل انسانی کو تدبیر کہتے ہین تو یہ مخلوق اول کی جسکو عقل اول و روح اعظم یا قلم اعلی کہتے ہین احسان مند ہی کیونکہ یہ ادیین حکم ازلی ہی اور اسی کو قضا و قدر بیان کرتے ہین یہ عین ہمارا مدعا ہی کسلیے کہ تمام ارواح و عقول جزئیہ جو اجسام انسانی سے متعلق ہین اوس عقل کل یا روح اعظم سے جو معدن فیوض اور منبع انوار ہی مستفیض و مقتبس ہین اور درحقیقت وہ انوار آلہی کا ایک لمعہ ہی اور ان ارواح کو اوس روح اعظم سے وہ نسبت ہی جو دیدے کو جرم آفتاب سے ہی یعنی جب تک آفتاب نہ چمکے اور اوسکا پرتو نہ پڑے تو آنکھ مین نور بینش پیدا نہو اور کچھ بھی نظر نہ آئے (اسمین شپر کی خاصیت کی مخلوق مستثنی ہی) پس اس سے ثابت ہوا کہ جو ہر اول جو تقدیر ازلی ہی مخدومیت کا مرتبہ رکھتی ہی اور تدبیر خادمیت کا بھائیصاحب عقل بمنزل چراغ ہی کہ اوس سے نشیب و فراز دیکھکر راہ راست یعنی بنائی سڑک پر چلین نہ یہ کہ آپ رستہ نکالین اور دلیل اوسیکو درست جانین یہ عین جہل مرکب ہی عقل سے ہرگز یہ اختراع ممکن نہین ہی بلکہ رستہ وہی ہی جو قضا و قدر نے قرار دیا ہی شعر

گوش شنوا نہین اس باغ جہان مین غافل	ورنہ ہر برگ ہی یان نغمہ سرائی کرتا

اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ تقدیر بجائے فرمان شاہی اور تدبیر مہر فرمان ہی مصرع جانان سخن از زبان من میگوئی ۔ حضرت فرمان پہلے لکھا جاتا ہی یا دستخط ہوتے ہین یہان

تو سراسر تقدیر کی تقدیم پائی جاتی ہی شکر ہی کہ آپ نے بے اپنے موئنھہ سے اقرار کیا سچ ہی حق زبان سے نکل ہی جاتا ہی اور اگر آپ اسکو نہین مانتے تو تقدم کی بالاتفاق پانچ قسمین ہین اون مین سے ایک بھی تدبیر مین ثابت نہین ہوتی اونکی تفصیل بھی ملاحظہ فرمائیے پھر باقی باتون کا جواب دونگا — اول تقدم بالرتبہ جیسے خادم پر آقا کو تقدم ہی اور مقتدی پر امام کو ۲ دوم تقدم بالزمان جیسے ازل کو ابد پر تقدم ہی ۳ سوم تقدم بالشرف جیسے اجرام کو چھام پر اور ارواح کو اجرام پر تقدیم ہی علی ہذا القیاس عقل اول کو بھی مخلوقات پر تقدم ہی ۴ چہارم تقدم بالعلت جیسے ہاتھ کی حرکت کا کنجی پر تقدم ہی ۵ پنجم تقدم بالطبع یعنی کسی شی کا اس حیثیت پر مقدم ہونا کہ متاخر تو اوسکا محتاج ہو اور متقدم بذات خود مختار جیسے علت تامہ کہ متاخر اسکا محتاج ہی اور متقدم کو کسی طرح کی احتیاج نہین ہی اسیطرح ایک عدد کو دو پر تقدم ہی کہ جب تک ایک نہ ملائینگے دو نہین کہین گے علی ہذا القیاس تقدیر کو بھی تدبیر پر تقدیم ہی کہ یہ اوسکی محتاج ہی اور وہ اسکی مطیع نہین ہی جناب عالی یہان بھی ہر طرح تقدیر کو تقدم ہی آپ نے کیا سمجھکر کہا تھا اب لازم ملزوم کا بھی جھگڑا کاٹتا ہون ذرا غور کیجیے اگر آپ تقدیر کو جوہر اور تدبیر کو عرض بیان کرتے تو البتہ کچھ گنجایش تھی مگر لازم ملزوم مین کوئی بات نہین بنتی ہی کیونکہ لازم ملزوم مین ایک چیز کو دوسری چیز کی ہمراہی یا معاونت ضرور ہی جیسے آفتاب اور دن چاند اور چاندنی رات اگر آفتاب ہوگا تو دن کہلائیگا اور چاند ہوگا تو چاندنی رات کہین گے ورنہ کسیطرح یہ ممکن نہین کہ سورج تو نہ نکلے اور دن ہو جائے پس آفتاب اور چاند ملزوم ہین اور دن اور چاندنی رات لازم یعنی روز تابع ہی اور خورشید متبوع یا دن خادم ہی اور آفتاب مخدوم اور حضرت سلامت از روے تعریف عام جوہر کو عرض کا ہونا ضروریات سے نہین ہی کس لیے کہ عرض قائم بغیر ہی اور جوہر قائم بذات جیسے کپڑا و رنگ کہ جب تک اوسپر رنگ نہین چڑھے گا تو جوہر کہین گے اور جب اوسپر رنگ چڑھ جائیگا تو اوس رنگ کو عرض کہین گے کیونکہ رنگ قائم بغیر ہی اور کپڑا قائم بذات اور اسیطرح تدبیر قائم بغیر ہی اور تقدیر قائم بذات یعنی تدبیر کو تقدیر کا ہونا ضرور اور فرض ہی اور تقدیر کو اوسکی حاجت نہین

حضرت تقدیر پر شاکر ہونا تو افلاطون کے قول سے بھی جسکو آپ کیا بلکہ تمام عقلا ہر زمانہ
کہتے ہین پایا جاتا ہی اوسکا قول ہی کہ حریص ترین زمانہ مگس ہی اور قانع ترین دنیا عنکبوت اوس
قادر مطلق کی قدرت دیکھو کہ حریص قانع کے زیر پا ہی یعنی مگس عنکبوت کی غذا ہی شعر

مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا		آفتاب اتنا چڑھا اونچا کہ تارا ہو گیا

اگر یہان قدرت کو نہ مانینگے تو اور کس بات کو جانینگے پس مردان خدا اور عقلا مین اس بات
سے کچھ فرق نہین رہا جیسا آپ نے اونکو کہا دیسا انکو کہا اب خیر و شر قیامت کا جواب
گوش نہ فرمائیے پہلے یہ سمجھیے کہ دنیا کیون اور کسواسطے پیدا ہوئی ہی یہ صرف آزمایش کے لیے
بنی ہی اور آزمایش بغیر اضداد و اختلاف یعنی خیر و شر کے کسیطرح خیال مین نہین آتی اگر خداوند تعالی
کو آزمایش نہ منظور ہوتی تو فرشتون کے ہوتے کبھی انسان نہ پیدا ہوتا انسان کے لیے نفس بنایا
اور اوسپر اسکا امتحان موقوف رکھا اگرچہ نفس فی الحقیقت ایک ہی روح کا نام ہی مگر جتنی صفتون
کے ساتھ موصوف ہوا ہی اوتنے ہی نامون سے نامزد ہی

اول ۱ نفس امارہ یعنی لذائذ نفسانی و حظوظ فانی کے ارتکاب پر سختی حکم کرنیوالا غرض جس مین
صفت شیطانی پائی جائے وہ نفس امارہ کہلاتا ہی

دوم ۲ نفس لوامہ یعنی بہدایت نور دل آپ کو وقوع عصیان سے نہایت ملامت سے پیش آنیوالا
یہ باتین مردان خدا مین پائی جاتی ہین کہ وہ ہر وقت اپنی خطا پر مقر اور اپنے کیے سے شرمندہ
ہوتے رہتے ہین اگرچہ خیر و شر خدا کی طرف سے جانتے ہین مگر یہ بھی اعتقاد رکھتے ہین
کہ یہ دونون چیزین آزمایش کے واسطے پیدا ہوئے ہین اگر ہم اس امتحان مین پورے نہ اوترے
تو کس کام آئینگے پیدا ہوئے نہوئے برابر ہین اور اسکے بدلے کو مقدر پر موقوف رکھتے ہین
اور اگر تقدیر پر منحصر نہ رکھتے تو یہ بات ثابت ہوتی کہ جو اعمال نیک کریگا وہ بخشا جائیگا اور
گنہگار ہمیشہ عذاب مین رہیگا پس تقدیر پر یقین نکرنا گویا خدا کی غفاری کا انکار کرنا ہی
اسلیے تقدیر کا واسطہ سمجھتے ہین کہ خدا قادر مطلق ہی جسکو چاہے عذاب مین گرفتار

کرے اور جس گنہگار کو چاہے اپنی رحمت سے بخش دے شعر

الٰہی تا غفور رحیمت شنیدم	گنہ را مست شادی مرگ دیدم

بھائی صاحب ذرا تحقیق انصاف سے کہو کہ محتاج اور مفلس کو دینا چاہیے یا تونگر کے ساتھ سلوک کرنا مناسب ہی شعر

ابر باید کہ بصحرا بارد	نہ انچہ حاصل کہ بدریا بارد

اگر گنہگار نہ بخشے جائیں گے تو اور کون بخشش کے لائق ہوگا اور اگر زاہد بخشا گیا تو اوسنے اپنے زہد کا صلہ پایا غفاری یا سخاوت کا نام بھی نہ آیا اشعار

نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو	کہ مستحق کرامت گناہگارانند
درکعبہ اگر بادہ خوری جرم ندارد	اندیشہ مکن صاحب این خانہ بزرگ است
زہول روز حساب آذری چہ می ترسی	تو کیستی کہ دران روز در شمار آئی

اور اسی سبب سے وہ کسی کو برا بھلا نہیں کہتے صلح کل یا حب کل پر چلتے ہیں اور بروز قیامت اسی بات کی پرسش ہوگی کہ تو نے دنیا مین جاکر اپنی ذات کے واسطے کیا حاصل کیا آپ ناحق مغلوب الغضب ہوکر ان لوگون پر حسد کرتے ہین شعر

اگر آتش مزاجون کو حسد ہو خاکسارون سے	تعجب کیا کہ ابلیس لعین دشمن ہی آدم کا

اب باقی نفوس کی تعریف سنیے

سوم نفس مطمئنہ یعنی صفات ذمیمہ کو چھوڑ کر اخلاق حمیدہ کا اختیار کرنا اور بقدر حیثیت اپنے معبود کو پہچان کر مطمئن ہو بیٹھنا اہل تصوف ان ہی اشخاص سے مراد ہی کہ یہ اپنی روح کو کثافت دنیوی سے اسقدر پاک و صاف کرتے ہین کہ سراسر لطیف ہو جاتے ہین اسیواسطے اس خطاب سے مشرف ہوئے ہیں اور بعضون نے چار نفس لکھے ہین ایک نفس ملہمہ اور بڑھایا ہی یعنی اوس سے ارادت مختلفہ کا دل مین ظہور ہوتا ہی اور یہ سب باتین بیشتر یقین پر منحصر ہین اور یقین کی تین قسمین ہین پہلی علم الیقین وہ وہ ہی کہ کسی چیز کی اول نمائش مین علم کی رو سے بے شک و شبہہ اوسکی صورت کا یقین ہو جاسے دوسری عین الیقین وہ

وہ ہی کہ اندک تامل و تعمق سے بوسیلۂ فکر کسی چیز کی خاصیت کا یقین حاصل ہو تیسری حق الیقین وہ ہی کہ بعد تامل و توغل کسی چیز کی ماہیت کا یقین کامل آجائے مثلاً کسی شخص نے دودھ مین گھی نکلنے کا ذکر سنکر بے شبہہ یقین کر لیا کہ اس مین موجود ہی تو یہ علم الیقین ہوا اور جب او سنے اپنی آنکھ سے نکالتے ہوئے دیکھا تو عین الیقین ہوگا جیسے ذوق کا شعر اس بات کا مصداق ہی شعر

نچھوڑیگی جیتا مجھے چشم قاتل		یقین ہی یقین بلکہ عین الیقین ہی

اور جب خود نکالنے لگا اور یہان تک ملکہ اور تجربہ ہو گیا کہ اس قسم کے شیر مین اتنا گھی نکلتا ہی اور اس قسم کے دودھ مین کم تو یہ حق الیقین کا مرتبہ ہو گیا پس یقین شک کی ضد ہی اور عین غیر کی جو فقرات کامل یعنی صاحبدل یا مردان خدا ہین وہ ہردم اپنے نفس کی خواہش کو دیکھتے رہتے ہین اور ذائقے کے پابند نہین ہوتے اور جو بات اوسوقت کے لائق ہوتی ہی اوس سے نفس کی تلافی کر دیتے ہین کمال نفس انسانی اس سبب سے دو طرح پر خیال مین آتا ہی کہ نفس ناطقہ کی دو قوتین بہترین افعال و خوشترین احوال ہین شمار کی جاتی ہین ایک قوت علمی دوسری عملی علمی اوس قوت سے مراد ہی کہ انسان کو ادراک معارف و کمال علوم کا شوق پیدا ہوتا کہ اوسکے وسیلے سے مراتب موجودات و حقائق ممکنات کو بحسب استطاعت حاصل کرے اور اوسکے بعد مطلوب حقیقی و مقصود کلی سے کہ وہ جملہ موجودات کی جڑ اور اصل ہی مشرف ہو اور مقام توحید و اتحاد حاصل کرنے کے بعد باطمینان خاطر چین سے ہو بیٹھے عملی وہ قوت ہی کہ آدمی اپنے قوی اور افعال کو ایسا منضبط کرے کہ ایک دوسرے کے موافق اور مطابق ہو جائین ایک پر ایک تغلب نکر سکے پس یہی اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ ہین چونکہ قوت علمی بانظری بجاے جسم اور عملی بمنزل مادہ ہی جسطرح بدن بغیر مادے کے اور مادہ بغیر بدن کے قیام کی صورت نہین قبول کرتا ہی اسیطرح علم بے عمل اور عمل بغیر علم محال نا ممکن ہی اور شناخت نفس ان باتون کے احتراز کرنے سے حاصل ہوتی ہی ایک تو بہت کھانے پینے سے حذر کرنا چاہیے دوسرے کثرت جماع و نوم کا پابند نہو تیسری بیہودہ گوئی و افزون طلبی مین اوقات بسر نکرے چوتھی تکبر

اور تعجیل اور غضب اور بخل وہ دروغگوئی وغیرہ سے بچے چنانچہ عبد اللہ انصاری قدس سرہ
سے نے لکھا ہی کہ درویش کا پانی چاہ مین اور روٹی غیب مین ہی نہ اوسکے سر مین غرور ہوتا ہی
اور نہ گرہ مین پیسا یعنی وہ درویشی کی صفت سے باہر ہی جو ان مین سے کسی چیز کا پابند ہی کیونکہ
درویش کو توکل اور کسر نفس ضرور ہی اور پابندی سے خیال بٹتا ہی اور دودلی مین نفس کی
واقفیت دشوار ہی جب تک انسان حواس پر قابض نہوگا اور تفکرات لایعنی سے نہ بچے گا نفس
کو نہین پہچانے گا اور آدمی ان باتون کو جب سمجھتا ہی کہ تقدیر مدد کرے دیکھو اگر مردان خدا
تقدیر کے قائل نہوتے تو کتنی قباحتون مین گرفتار ہوتے خدا کی غفاری کا اونہین انکار کرنا
پڑتا تکبر مین وہ مبتلا ہوتے اور اسیطرح کی اکثر برائیان نکلتین اور تدبیر سے عجب پیدا ہوتے کچھہ
دیر نہین لگتی انسان کو یہ سما جاتی ہی کہ میری عقل سے یہ کام ہوا اور نہ کوئی اسکا درست کرنیوالا
نہین تھا خدا کو بھول جاتا ہی وسوسۂ شیطانی مین بھول جاتا ہی پس تقریر مذکورۂ بالا سے ثابت ہوا کہ تقدیر
سب چیز کی جڑ ہی اور تدبیر فرع اور بے اصل کے فرع نمود ہونی ناممکن ہی پس جو کچھہ ہی اصل ہی سے قائم ہی

اب حضرت میرے کہنے پر یقین لائیے گا یا کچھہ اور دوم باقی ہی شعر

تا چند تراز خائی و بیہودہ درمیان		ای ترک من مناز کہ ترکی تمام شد

جواب مدبر مع سوال حضرت اسکا جواب بھی ملاحظہ فرمائیے مینے فرض کیا کہ تقدیر معنی
اور تدبیر صورت ہی مگر صورت کے بغیر معنی کی تمیز نہین ہوتی جب تک صورت نہ دیکھو گے
معنی کیطرف کیونکر رجوع کروگے دیکھو مصنوع سے صانع کو پہچان سکتے ہین اور صانع
کو دیکھکر مصنوع کو نہین جان سکتے کہ یہ کون بلا ہی چنانچہ شیخ سعدی نے لکھا ہی شعر

اگر ہوشمندی بمعنی گرای		کہ معنی زصورت نماند بجای

یہ بھی غنیمت ہی کہ خدا نے تدبیر اور تقدیر کو وزن و تعداد الفاظ مین تو برابر و یکسان
پیدا کیا مگر ایک ایک حرف مین فرق ڈالدیا ورنہ آپ میری برابری کا دعوی کرتے تدبیر مین
حرف ب جو مسر نقا او سے مطلوب ہی مختلف ہی اور اسکے یہ معنی ہین کہ تدبیر دہ شی ہی

جو مطلب خواستہ کو ہاتھہ سے نہین جانے دیتی ہی ہر ایک کو اپنی مراد پر پہونچا دیتی ہی باوجودیکہ ت تدبیر کا ایک جزو ہی اور اوسکو جدا بھی کر لیا ہی مگر بہ ہنوز اپنے معنون پر مستقل اور اپنے کل سے مشترک ہی اسکی دلیل بدیہی یہ ہی کہ ت علم ادب مین تایید اور واسطے کا فائدہ دیتی ہی۔ ہاے اہل زمانہ کی عقل کو کیا ہوا ہی کہ اس وجود کی قدر نجانی کہ تقدیر پر جو ایک چیز موہوم ہی بھروسا کیے ہین کچھ ہی صدمہ کیون نہو مگر اسی کا دم بھرتے ہین قطعہ

امروز بہای ہیزم و عود یکیست — در چشم جہان خلیل و نمرود یکیست
درگوش کسانیکہ درین بازارند — آواز خر و نغمۂ داؤد یکیست

لاکھون مین کوئی ہوگا جو اہل دنیا سے خوش ہوگا ورنہ ایک جہان انکی بے تمیزی کا شاکی اور گلہ مند ہی قطعہ

کچھ گل ہی باغ مین نہین تنہا شکستہ دل — ہر غنچہ دیکھتا ہون تو ہی گا شکستہ دل
شادی کی اور غم کی ہی دنیا مین ایک شکل — گل کو شگفتہ دل کہو تم یا شکستہ دل

اور تقدیر مین حرف ق جو سر قصور اور پای غریق ہی تدبیر کے برخلاف ہی یعنی جو شخص تقدیر کے برتے پر پھولتا ہی وہ دریاے قصور مین غرق ہوتا ہی اور اپنے مطلب سے باز رہتا ہی زیادہ کیا کہون اسی کا جواب مشکل ہوگا جواب مقدر حضرت یہ آپکا فرمانا محض غلط ہی کہ صورت سے معنی کو قیام ہی قبلہ جتنے وجود ہین سب قابل فنا ہین کیونکہ تراکیب عناصر سے پیدا ہوئے ہین اور معنی کو کسیطرح فنا نہین ذرا غور تو کیجیے کہ پہلے معنی کی پیدایش ہی یا صورت کی نمایش ہی جب تک معنی نہوگی تو صورت کا کیونکر ظہور ہوگا یہ اور طرہ ہی کہ بیچارے سعدی کے شعر کی مثال دیکر اونپر بہتان لیتے ہو شعر کے معنی تو آپ نہین سمجھتے اور بزرگون کو الزام دیتے ہو اور یہ ترجمہ سمجھتے ہو کہ معنی کو صورت کے وسیلے سے قیام ہی حضرت اسکے معنی مجھسے سنیے شیخ صاحب فرماتے ہین کہ اے شخص اگر تو ہوشمند ہی تو معنی کی طرف میل کر کیونکہ معنی کو صورت کی نسبت قیام ہی پس جس چیز کو ثبات نہو اوسپر دل لگانا عبث ہی اگر بالفرض صورت یعنی تدبیر کو آپنے باعث شناخت معنی قرار دیا مگر خادمیت سے اب بھی باہر نہین ہوئی اوسکی

ذات ابدحیات کو فوق رہا آپ نے جو کچھ تدبیر کے اوصاف بیان فرمائے یہ کل عوارض ہین اور عارضیات سریع الزوال ہین ای حضرت اس دو دن کی بہار پر کیا ناز کرتے ہو مصرع اٹھو جائینگے ہوا کیطرح دن بہار کے ۔ اور آپنے حرف مختلف مین جو بحث کی ہی اوسکا بھی جواب دیتا ہون حضرت آپنا حق پائون پیٹتے ہین باوجودیکہ آپ کی زبان سے قصور کا اعتراف پایا جاتا ہی مگر اپنی ہٹ سے باز نہین آتے شعر

رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم	کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

یون کہتے ہوئے شرم آتی ہی کہ حرف ق سر قدرت اور انتہائے حق ہی یعنی جو کچھ قدرت حق ہی وہ تقدیر مین موجود ہی دوسرے اسطرح بھی اِسکی فوقیت ثابت ہوتی ہی کہ ب کے دو عدد ہین اور ق کے نناو اگر دو عدد سو سے فائق ہون تو آپ سچے ہین اور مین جھوٹا ورنہ اِسکے برعکس جانئے گا تیسرے یہ کہ حرف ب سر بربادی اور پائے عذاب ہی یعنی جس شخص نے تدبیر کی پیروی کی اور فاعل حقیقی کو بھول گیا وہ برباد ہوگا اور عذاب سہے گا حضرت یہ ارمان نکلنا مشکل ہی کہ آپ میری ہمسری کا دعویٰ کرین بس حق کی یاد سے دل شاد کیجیے اور گوشۂ قناعت کو آباد جب آپکا یہی بخت اور یہی لہنا ہی تو پھر اس مصیبت کا کیا کہنا ہی کہانتک لڑوگے کب تک سخن پروری کروگے تم مجھسے کہین جیتوگے یون ہی جل جل کے مر گئے قطعہ

صبح عشرت کی شام ہوتی ہی	وصل کی شب تمام ہوتی ہی
ہان اجل آج آجو آنا ہی	انجمن اختتام ہوتی ہی

درخواست مدبر جناب مقدر الدولہ صاحب اِس تقریر اور اِس ڈھنگ سے تو قیامت تک بھی فیصلہ ہونا دشوار ہی نہ آپ ہی ہارتے ہین نہ بندہ ہی ہٹتا ہی اپنی دانست مین تو مینے آپ کو کئی دفعہ بند کر دیا ہی مگر آپ کب مانتے ہین دوسرے جن صاحبون نے یہ مباحثہ سنا ہی وہ بھی یہی تصور کرتے ہونگے کیونکہ ان سب باریونکی اولٹی سمجھ ہی تماشا دیکھنے کو تو آجاتے ہین مگر حق و باطل کی تمیز نہین رکھتے ہین یہان مین بھی ناچار ہون ایک جھوٹ سو کو ہراتا ہی شعر

سکے ہی اور بیگانہ یگانہ اور کہتا ہی ۔۔۔ دل اپنا اور کہتا ہی زمانہ اور کہتا ہی

بادشاہ کے پاس تشریف لے چلیے اور سارا ماجرا سنا کر اونسے بھی صلاح لیجیے اگرچہ حضور آپکی بیچ کرینگے اور مین بھی یہ جانتا ہون کہ آج تک میرا دانا پانی تھا اب نہین رہا شعر

نصیب تہا جو زندگی جاہ و حشم مین کٹ گئی ۔۔۔ ورنہ ساری عمر اپنی رنج و غم مین کٹ گئی

پر اپکا انفصال اونھین پر موقوف رکھنا چاہیے یہ ہی ایک آزمایش ہی جو کچھ کرے خدا ہم تو اب چلکر ساری مصیبت پھر کہتے ہین کہ حضور کی تعمیل حکم نے یہ کچھ رنج دیا ہی کہ ہم دونون مین مفت دشمنی ہوگئی شعر

ہوشیار اے آسمان نالے اثر کرنیکو ہین ۔۔۔ ہم اونھین بیتابی دل کی خبر کرنیکو ہین

منظوری مقدر حضرت آپ شوق سے تشریف لے چلیے خدانخواستہ آپکا دانا پانی کیون اوٹھنے لگا ہی یہ تو آپ کے اختیار مین ہی کچھ تقدیر کے بس مین نہین ہی جو ناامید ہوکر چلتے ہو اور اگر بادشاہ تقدیر کے اختیار مین بھی ہی تو یہ آپ نے کیونکر جانا کہ وہ موقوف کر دیگا بہت کریگا دوسرا عہدہ نہین دیگا شعر

معلوم نہین تجکو مدبر خبر غیب ۔۔۔ یہ بند دکان ہی نہ کھلی ہی نہ کھلے گی

مین خود ابھی آرزو مین تھا کہ وہ کونسا دن ہوگا جو پھر اپنے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر کار متعلقہ کرونگا اور اب بھی شعر

اونکی خدمت مین دیکھیے تقدیر ۔۔۔ کب مجھے باریاب کرتی ہی

غرض اب دونون صاحب اپنی اپنی رضامندی سے متفق ہوکر عین نوروز کو پادشاہ کی خدمت مین چلیے باب سوم تمام ہوا

باب سوم در قول فیصل معروف بہ کنز الحکمت

عرض مدبر + بیت

خوب زور و شور سے ابکی تو آتی ہی بہار ۔۔۔ دیکھین دیوانون کے سر کیا رنگ لاتی ہی بہار

سبحان اللہ کیا مبارک ساعت اور کیا فرخندہ روز ہی کہ آج محقق شاہ جشن نوروزی کے واسطے مسندِ عشرت پر رونق افروز ہی ایک تو نوروز کی خوشی دوسرے بادشاہ کی زیارت کیون نہ قران السعدین کی بشارت ہوای بادشاہ عالیجاہ یہ مدبر داد خواہ نہایت چاہ اور امنگ سے حضور کے دربار معدلت آثار مین حاضر ہوا ہی چونکہ آپکا حکم آپکا فرمان آپکا سب پر غالب ہی اسلیے یہ غلام یہ خادم یہ ناشاد بھی انصاف کا طالب ہی ـــ

مدح شاہ ای شاہ جہانگیر جہان بخش جہاندار ۔ ہی غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت
جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ وا ہو ۔ تو وا کرے اوس عقدے کو سو بھی باشارت
ممکن ہی کرے خضر سکندر سے ترا ذکر ۔ گر لب کو نہ دے چشمۂ حیوان سے طہارت
آصف کو سلیمان کی وزارت سے شرف تھا ۔ ہی فخر سلیمان جو کرے تیری وزارت
ہی گرچہ مجھے نکتہ سرائی مین تو غل ۔ ہی گرچہ مجھے سحر طرازی مین مہارت
کیونکر نکرون مدح کو مین ختم دعا پر ۔ قاصر ہی شکایت مین تری میری عبارت
نوروز ہی آج اور وہ دن ہی کہ ہوئے ہین ۔ نظارگی صنعت حق اہلِ بصارت
تجکو شرفِ مہر جہانتاب مبارک ۔ اور مجکو ترے عتبۂ عالی کی زیارت

امیدوار ہون کہ آج میرا اور مقدر کا فیصلہ ہو جائے پس ہم دونون طبع آزمائی سے باز آئے اور کوئی حسرت باقی نہین رہی اب صرف حضور کی تصدیق درکار ہی شعر

ہر چہ فرمائی بران راضی شویم ۔ در پی حکمت بپائے سر رویم

عرض مقدر الٰہی یہ زور قسمت ہی یا بادشاہ کی رحمت کہ مجھے ناچیز مقدر کو سرخروئی سے یہان آنا نصیب ہوا سچ ہی جہان ہمیشہ رحمت حق نازل ہو وہان کیون نہ عالم عالم نشاط و جہان جہان انبساط حاصل ہو تعالی اللہ کیا خوب طلوع صبح سعادت ہی کہ مراد خواستہ ہمکنار اجابت ہی

قصیدہ صبحدم دروازۂ خاور کھلا ۔ مہر عالمتاب کا منظر کھلا
بزمِ سلطانی ہوئی آراستہ ۔ کعبۂ امن و امان کا در کھلا

تاج زرین مہر تابان سے سوا — خسرو آفاق کے موںھ پر کھلا
شاہ روشن دل محقق شہ کہ ہی — راز ہستی اوس پہ سر تا سر کھلا
مجھپہ فیض تربیت سے شاہ کے — منصب مہر و مہ و محور کھلا
لاکھہ عقدے دل مین تھے لیکن ہر ایک — میری حد وسع سے باہر کھلا
تھا دل وابستہ قفل بے کلید — کس نے کھولا کب کھلا کیونکر کھلا
باغ معنی کی دکھاؤن گا بہار — مجھسے گر شاہ سخن گستر کھلا
مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ — یان عرض سے رتبۂ جوہر کھلا
فکر اچھی پر ستایش نا تمام — عجز اعجاز ستایش گر کھلا
جانتا ہون ہی خط لوح ازل — تم پہ ای خاقان نام آور کھلا
تم کرو صاحب قرانی جب تلک — ہی طلسم روز و شب کا در کھلا

جناب عالی جب مدبر الدولہ کی خوب حسرت نکل چکی اور مین بھی تقریر کرتے کرتے تھک گیا تو وہ آپ سے بولا کہ اسکا فیصلہ بادشاہ کے سوا کسی اور سے نہین ہوگا وہان چلکر اپنا اپنا حال بیان کرو سو حضرت یہ تو آپکو روز نامچے سے معلوم ہوتا رہتا ہوگا دوبارہ کہنے سے تضییع اوقات ہی جو کچھہ حضور انصاف کی رو سے ہم دونون کے حق مین مناسب جانین وہ کرین شعر

سپردم بتو مایۂ خویش را — تو دانی حساب کم و بیش را

جواب بادشاہ شہنشاہ سخنور نکتہ پرور نے یہ سارا حال اول سے آخر تک سنکر ارشاد فرمایا کہ اسوقت تم دونون وزیر موجود ہو مین بھی اپنا منشا بیان کرتا ہون اور اگر پہلے سے تم دونون کا انفصال کر دیتا تو ہر ایک اپنے اپنے دل مین رنجیدہ خاطر ہوتا اور یہ کہتا کہ ہمارے دل کی دل مین رہی ایک کی بھی ہوس نہ نکلی کوئی گمان کرتا بیشک مین جیت جاتا اور کسیکو یقین ہوتا کہ کوئی میری بات کا جواب نہ دیسکتا اب تم دونون اپنا اپنا غبار نکالکر آسودہ ہو ذرا غصہ کم ہوا ہی شاید نصیحت بھی کارگر ہو کیونکہ دنیا مین سب مبتلاے خواب غفلت

ہین کسیکو اپنے برے بھلے کی خبر نہین ہان جب انسان کچھہ کر بیٹھتا ہی تو پیچھے پچھتاتا ہی آدمی صرف دو وقت ہوشیار ہوتا ہی ورنہ ہمیشہ غفلت مین پڑا رہتا ہی اور وہ دو نون موقع یہ ہین کہ کسی اپنے عزیز قریب کو مرتے ہوسے دیکھے تو اوسوقت اپنے افعال پر نظر کرنے سے عبرت ہوتی ہی کہ میرے واسطے بھی ایکدن یہی دھرا ہی دوسرے یہ کہ جب اس سے کوئی معصیت یا خطاے بزرگ ہوجاتی ہی اور اوسکو برا جانکر پشیمان ہوتا ہی تو البتہ اوسوقت بھی اسکو ہوشیار سمجھنا چاہیے اگر انسان کی اس کیفیت کو قیام ہوتا تو کبھی کسی گناہ کا مرتکب نہوتا اسکا باعث صرف غفلت ہی کہ پھر مدہوش ہوجاتا ہی اور اگر یہ بات نہوتی تو جسطرح انسان زیان دنیوی نہین اختیار کرتا ہی اسیطرح نقصان اخروی بھی نہ قبول کرتا قطعہ

گندم ہی سینہ چاک فراق بہشت مین	آدم کو کیا نہوگی محبت وطن کے ساتھہ
ممکن نہین ہی ذوق علائق سے چھوٹنا	جب تک کہ روح کو ہی تعلق بدن کے ساتھہ

اب مین تمکو سمجھاتا ہون ذرا غور سے سنو اور اسپر عمل کرو تو بہتر ہی شعر

جو تمھین منظور ہی کرنا وہی پر ایکبار	سن تو لو صاحب مری تقریر کو اچھی طرح

میرے نزدیک ہر طرحسے تم دونون کا یکسان مرتبہ ہی اور تقدیر و تدبیر مین نام کے سوا کچھہ فرق نہین ہی پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ دونون کسکے تابع ہین اور انکا کیا کام ہی پھر ان دونون کی نسبت دیکھنی چاہیے کہ تقدیر اور تدبیر کو قضا سے کیا نسبت ہی بعد ثبوت مراتب اپنے اپنے کار متعلقہ مین مشغول مصروف ہونا چاہیے اب بہت لڑ چکے میعاد پوری ہوگئی پھر تمھاری کوئی نہین سنے گا جو اوس سے داد چاہو گے

بیان قضا و قدر قضا اوس حکم اولین کا نام ہی جو مخلوقات کے واسطے دفعتہً واقع ہوا ہی اور قدر وہ ہی جو اوس حکم اولین کے موافق وقتاً فوقتاً یا موقع بموقع بہ تدریج ظہور ہوتا ہی یعنی قضا حکم مجمل اور قدر حکم مفصل ہی گویا یہ امر ہی وہ مامور ہی علی ہذا القیاس تدبیر بھی مرادف تقدیر ہی اور یہ دونون قضا کے فرمان بردار ہین اب ایک ایسی مثال دیتا ہون کہ سب کی

سمجھ مین آجائے - فرض کرو کہ ایک زمیندار نے کہین سے ایک دانہ گیہون یا ککڑی کا پڑا ہوا دیکھا پکڑ لیا اور بنوا سنے کی تدبیر سوچ کر اوٹھا لیا اور گھر لاکر بو دیا جب اوسکا درخت بڑا ہوا اور پھل بھی آگئے تو اوسنے ایک وقت مین اوسکی روئی نکالی دوسرے وقت مین صاف کی پھر کتوا کر پکڑ ٹی بننے کو دی جب وہ طیار ہو کر آگئی تو یہ سارے کام قضا و قدر کے موافق ہو گئی اس سے کوئی یہ نسمجھے کہ اب وہ بنیہ دانہ اپنی اصل سے دوسری اصل مین آگیا بلکہ یہ سمجھے کہ اتنی باتین اوسکے اوٹھانے سے منظور تھین اور اوس مین ان باتونکی صلاحیت بھی موجود تھی اوسنے استحالہ قبول کر کے دوسری شکل بدلی ہی مگر جب ہو کہ اوسکی سرشت مین فرق آگیا ہو یا روئی سے دوسری چیز کا کپڑا کہلائے تو یہ غیر ممکن ہی اب اس مین دیکھنا چاہیے کہ قضا کونسی بات ہوئی اور تقدیر و تدبیر نے کون کون سی باتین کین قضا اوس زمیندار کا بنولا اوٹھا کر اپنے مفہوم کے موافق بونا ہی اور اوسکا نشو و نما پانا یہ قدر مین داخل ہی اور اوسکو صاف کر کے بنوانا یہ تدبیر ہی پس اس سے ثابت ہوا کہ قضا حاکم ہی اور تقدیر و تدبیر یہ دونون محکوم ہین اور کل محکوم مرتبے مین برابر ہین جیسے ایک کل سے اوسکے جملہ اجزا بحیثیت جزئیت ایک نسبت رکھتے ہین اسکے علاوہ ایک اور طرح بھی اسکا ثبوت ہو سکتا ہی کہ تدبیر پس و پیش سوچنے کو کہتے ہین اور یہ کام عقل سے متعلق ہی اور عقل نفس ناطقہ یا کیفیت بہترین کو کہتے ہین اور یہ عین حکم خدا ہی بعضی کتابون مین لکھا ہی کہ خدائے عزوجل نے اٹھارہ چیزین پیدا کی ہین اون مین سے دس چیزون کا تو صرف آپ ہی فاعل ہی اور باقی آٹھ چیزین ان ماں باپ کے وسیلے سے پیدا ہوئی ہین خدا تعالی نے جو دس چیزین پیدا کی ہین وہ یہ ہین روح دم عقل نفس نطق سمع بصر لمس ذوق شم اور باقی آٹھ چیزون مین سے یہ چار باپ کے ذریعے سے پیدا ہوئی ہین منی رگ استخوان مغز اور یہ چار دوسرے ماں کے سبب سے پیدا ہوئی ہین پوست گوشت خون اندام پس جو چیزین خدا نے پیدا کی ہین اون مین عقل یعنی تدبیر بھی داخل ہی بغرض نفس ناطقہ فرشتہ کے مانند ہی اور فرشتہ گناہ سے پاک ہی وہ کسی طرح حکم خدا کے خلاف نہین کر سکتا ہی اور اسی طرح تقدیر بھی حکم خدا

ہی بعد قبل از ظہور عالم ہر ایک کیواسطے لکھا گیا ہی چونکہ خدا کا حکم قدر و منزلت مین یکسان ہی اور یہ دونون بھی خدا کے حکم ہین اب دونون کو برابری کا دعوی ہو گیا تیسری ایک دلیل اور بھی یاد آگئی تم جانتے ہو کہ ہر شی راجع بمرکز اور ہر فرع مائل بہ اصل ہوتی ہی جسوقت انسان امور دنیاوی سے کنارہ کش ہو کر کسی کام کے سر انجام مین تامل و تفکر کرتا ہی تو اوس کار کی اصل معلوم ہو جاتی ہی قاعدہ ہی کہ جو چیز زیادہ صاف ہوگی اوسی پر کشش زیادہ اثر کریگی دیکھو اگر آئینے سے آئینہ ملا کر اوپر تلے رکھیں تو اوسکے اوٹھانے مین ایک نوع کا تکلف پایا جائیگا اور جدا کرنے کے وقت کچھ چسپیدگی بھی معلوم ہوگی اور اگر کوئی ناصفا چیز کسی شی کے مقابل ہوگی تو اوسکے جدا کرنے کے وقت کچھ بھی اثر معلوم نہوگا بس جس آلودگی یا آلایش کی وجہ سے یہ اپنی اصل سے دور پڑا تھا اب صفا ہو کر جو اوسکی طرف راجع ہوا تو اوس کام کی حقیقت نے حسب نوشتۂ ازلی کہ وہ اسکی اصل یا مرکز ہی اپنی طرف کھینچا اور اس سے اوسیکے موافق صلاح نکلی چونکہ اسوقت یہ اپنی اصل سے پیوستہ اور مرکز سے وابستہ تھا اس مین وہی اثر ہو گیا اور اپنی قسمت کے موافق کرنے لگا پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ تقدیر اور تدبیر مین کچھ فرق نہین ہی یہ بھی ازل کی طرف رجوع کرتی ہی اور وہ بھی اوسیطرف مائل ہوتی ہی **شعر**

ہر جزو کل کے ساتھ بمعنی ہی اتصال	دریا سے دور جدا ہی پہ ہی غرق آب مین

کہتے ہین افلاطون نے شکارستان کو بلندی پر آباد ہی سمجھ لیا تھا جب لوگون نے پوچھا کہ اس مین کیا حکمت ہی اوسنے جواب دیا کہ مین نے اسواسطے یہان مکان لیا ہی کہ جسوقت نیند کا غلبہ ہو اور مین فکر و مطالعے سے باز رہون تو انکی کھٹ کھٹ میری آنکھ نہ لگنے دے اور مین اپنی اصل سے بیخبر نہون وصایا سے افلاطونی ہین جو اوسنے اپنے شاگرد ارسطاطالیس کے واسطے کچھ باتین لکھی ہین مرقوم ہی کہ عطیات الٰہی ہین سے کوئی چیز حکمت سے بہتر نہین ہی اور حکیم وہ شخص ہی جسکا فکر و قول و عمل متساوی متشابہ ہو اے ارسطاطالیس حکمت دوست ہو اور حکیمون کے قول سنتا رہ اور دنیا کی خواہش کے پاس مت جا اور آداب ستودہ سے ہرگز احتراز نکر اور سخت کا

کچھ بھروسا نجان اور افعال نیک سے پشیمان و اقوال بد سے شادان مت ہو خدا سے
اگر کبھی چیز مانگ کر تو اوسکے نفع سے باز نرہ اور اس بات کا یقین رکھہ کہ کل مواہب اوسکی
طرف سے ہین اور اوس سے ایسی نعمت پایندہ و باقی کا خواہان ہو کہ تو کبھی اوسکے فائدے سے خالی نرہے
ہمیشہ ہوشیار رہ کہ شر اوٹھتے ہوئے کچھہ دیر نہین لگتی ہی اور خدا تعالی کے انتقام کو غضب و عتاب
سے تصور نکر بلکہ تادیبا سمجھہ یہ قول بھی اسی بات کی گواہی دیتے ہین کہ تقدیر اور تدبیر دونون
پر عمل کرنا چاہیے کہ نہ یہ اوسکے خلاف ہی اور نہ وہ اسکے مخالف اب تمکو مناسب ہی کہ اسی قول پر
اکتفا کرکے اپنے کار و بار مین مصروف ہو صاحبو اتفاق عجیب چیز ہی کہ اس سے ہزارون طرح کے
فائدے نکلتے ہین نااتفاقی مین کیا رکھا ہی حق ہی دشمنون کی آنکھون مین حقیر ہو جاتے ہو دیکھو بعضے برباد ہو جاتے

شعر

ز اتفاق مگس شہد می شود پیدا	خدا چہ لذت شیرین در اتفاق نہاد

القصہ دونون اس فیصلے پر راضی ہو گئے اور مدبر یہ شعر پڑھکر بغلگیر ہوا قطعہ

گئے وہ دن کہ نادانستہ غیرونکی وفاداری	کیا کرتے تھے تم تقریر ہم خاموش رہتے تھے
بس اب بگڑے پہ کیا شرمندگی جانے دو ملجاؤ	قسم لو ہمسے گر یہ بھی کہین کیون ہم نہ کہتے تھے

اور مقدر یہ شعر پڑھکر ملا شعر

صلح کی ٹھہرے اب تو لڑائی ہو چکی	ہو چکی صاحب محبت آزمائی ہو چکی

قطعہ تاریخ ہجری

مرتب چو شد این کتاب عجیب	بتوفیق دادار جان آفرین
ندا از سر قدر ہاتف بداد	کہ فخر مدارس بگو آفرین

۱۲۸۵=۱۱۸۵

قطعہ تاریخ عیسوی

چون ز تاریخ سن ہجری فراغت یافتم	ہم بدانستم کہ سال عیسوی درکار ہست
در جوابش این ندا از غیب بر احمد رسید	از سر احسن بگوئی غیرت گلزار ہست

۱۸۶۹=۱۸۶۸+۱

تمت

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ کتاب فیض انتساب مسمے کنز الفوائد کہ
اسم با مسمے ہے یعنی انواع واقسام کی ایسی باتین حکمت اور
حکاتین مصلحت کی اوس مین مندرج ہین کہ جس کے پڑھنے
اور سننے سے طبیعت محظوظ ہو تالیف واقف رموز خفی
وجلی مولوی سید احمد دہلوی کتنپ کانپور
محلہ ٹپکاپور مین باہتمام اقل الانام امیدوار کرم حضرت
منان بندہ عاجز محمد عبد الرحمن بن حاجی
محمد روشن خان علیہما الرحمۃ والغفران
بساعت سعید بیان دو شنبہ پنجم
ماہ ذیقعدۃ الحرام ۱۲۸۶ھ ہجری
مطبع نظامی مین
مطبوع ہوکر مطبوع
طبائع اہل دانش
وبینش
ہوئی